قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

جمعہ 20مارچ 2020ء | 24 رجب 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ: 69

فرمانِ رسول ﷺ

توبہ کی اہمیت

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے کہ جس کو یہ حادثہ پیش آیا کہ جنگل بیابان میں اس کی اونٹنی گم ہوگئی جب کہ اس پر اس کا کھانا اور پانی سب لدا ہوا تھا۔ وہ بہت گھبرایا اور ادھر ادھر تلاش سے نااُمید ہو کر شدتِ غم کی وجہ سے ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا اور اسی گھبراہٹ میں اس کی آنکھ لگ گئی۔ اچانک اس کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس کھڑی ہے۔ وہ خوشی سے اچھل پڑا، اونٹنی کی نکیل پکڑی اور خوشی کے عالَم میں اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ ’’اے میرے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب۔‘‘ یعنی خوشی میں مدہوش ہو کر وہ الٹ کہہ گیا۔ (بخاری کتاب الدعوات باب التوبة مسلم)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

وعیدی پیشگوئیاں توبہ اور استغفار سے ٹل سکتی ہیں

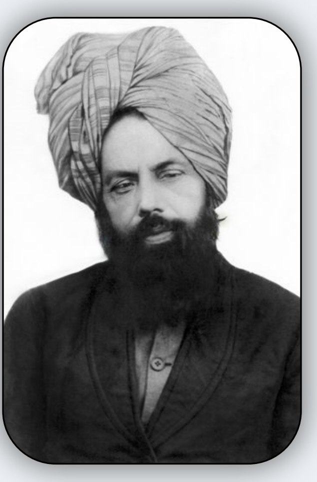

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’وعید کی پیش گوئیاں توبہ اور استغفار سے ٹل سکتی ہیں۔ یہاں تک کہ دوزخ کا وعید بھی ٹل سکتا ہے۔لوگ اس طرف رجوع کریں اور توجہ کریں،تو اللہ تعالیٰ اس ملک اور خطہ کو چاہے گا ،تو محفوظ رکھ لے گا۔وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔مگر فرماتا ہے۔قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡلَا دُعَآؤُکُمۡ (الفرقان:78)ان لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم میری بندگی نہ کرو ،تو پرواہ کیا ہے۔لوگ کہتے ہیں کہ گلی گلی میں حکیم ہیں۔ہر جگہ ڈاکٹر موجود ہیں۔شفاخانے کھلے ہوئے ہیں۔ان کا علاج کرکے تندرست ہو جائیں گے،مگر ان کو معلوم نہیں کہ خود بمبئی اور کراچی میں کئی بڑے بڑے ڈاکٹر کتنے مبتلا ہو کر چل بسے ہیں؟ جو اس خدمت پر مامور ہو کر گئے تھے وہ خود ہی اس مرض کا شکار ہو گئے۔یہ خداتعالیٰ اپنے تصرفات کا مشاہدہ کراتا ہے کہ محض ڈاکٹروں یا ان کے علاج پر بھروسہ کرنا دانشمندی نہیں۔خدا چاہتا ہے کہ دوسرے عالم پر بھی ایمان پیدا ہو۔اب لوگ زور لگا کر دکھاویں جس طرح انسان ایک بالشت بھر زمین کے لئے مرتا ہے،سازشیں کرتا اور مقدمات کی زیر باریاں اٹھاتا ہے کیا وہ خدا تعالیٰ کے کسی حکم کی تعمیل نہ کرنے پر بھی ویسا ہی قلق اور کرب اپنے اندر پاتا ہے؟ہر گز نہیں ۔نادان انسان جب شدید امراض میں مبتلا ہوتا ہے تو خدا کو پکارتا ہے۔لیکن یونہی آزمائشی طور پر اسے مہلت ملتی ہےتو پھر ایک ایسا اصول قائم کرتا ہے اور ایسی چال چلتا ہے کہ گویا مرنا ہی نہیں۔معمولی امراض سے مر جانے پر بھی بہت تھوڑا اثر اب دلوں پر ہوتا ہے۔ دو تین روز تک برائے نام قائم رہتا ہے۔بعد اس کے پھر وہی ہنسی مخول اور مزخرفات ،قبر ستان میں جاتے ہیں اور مردے گاڑتے ہیں،مگر کبھی نہیں سوچتے کہ آخر ایک دن مر کر ہم نے بھی خدا کے حضور جانا ہے۔ اب خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ معمولی اموات بھی اثر انداز نہیں ہوتیں ۔امرتسر،لاہور میں ساٹھ ہزار روزانہ اموات کی تعداد ہوتی ہے۔ کلکتہ اور بمبئی میں اس سے زیادہ مرتے ہیں۔گو نفس الامر میں یہ نظارہ خوفناک ہے،مگر کون دیکھتا ہے۔کوتاہ اندیشہ انسان کہہ اٹھتا ہے کہ یہ اموات آبادی کے لحاظ سے ہیں اور پرواہ نہیں کرتا۔دوسروں کی موت سے خود کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا ،اس لئے خداتعالیٰ نے دوسرا نسخہ اختیار کیا ہے اور طاعون کے ذریعہ لوگوں کو متنبّہ کرنا چاہا ہے۔اس لئے میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اب جو ہونا ہے سو ہونا ہے۔ایسا نہ ہو کہ یہ سمجھ کر تم خدا تعالیٰ کو بھی ناراض کرو اور گورنمنٹ کو بھی خطا کار ٹھہراؤ۔

گورنمنٹ کو بدنام کرنے سے کیا حاصل؟طاعون تمہاری اپنی شامت اعمال سے آئی،اور گورنمنٹ پر تمہاری بدولت آفت آئی‘‘
(ملفوظات جلداوّل صفحہ 233)

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ مَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَہۡوٌ ؕ وَ لَلدَّارُ الۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لِّلَّذِیۡنَ یَتَّقُوۡنَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۳۳﴾

(الانعام:33)

ترجمہ: اور دنیا کی زندگی محض کھیل کود اور نفس کی خواہشات کو پورا کرنے کا ایسا ذریعہ ہے جو اعلیٰ مقصد سے غافل کردے۔ اور یقیناً آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ پس کیا تم عقل نہیں کرتے؟

فرمان خلیفہ وقت

خلق اللہ سے ہمدردی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اسلام کی تعلیم ایک ایسی خوبصورت تعلیم ہے جس نے انسانی زندگی کا کوئی پہلو بھی ایسا نہیں چھوڑا جس سے یہ احساس ہو کہ اس تعلیم میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ان احسانوں کا تقاضا ہے کہ اس کے پیارے رسول ﷺ پر اتری ہوئی اس تعلیم کو اپنا کر اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں، اپنے اوپر لاگو کریں ۔ اور ہم پر تو اور بھی زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق اور غلام اور اس زمانے کے امام کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں اور شامل ہونے کا دعویٰ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی عبادت کرنے اور حقوق اللہ ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلاتے ہوئے ہمیں مختلف رشتوں اور تعلقوں کے حقوق کی ادائیگی کا بھی حکم فرمایا ہے اور اسی اہمیت کی وجہ سے ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت کی نویں شرط میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا ذکر فرمایا ہے....

نویں شرط یہ ہے ’’یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔‘‘
(خطبات مسرور جلداول صفحہ 308)

اس شمارہ میں

- (اداریہ) نظامِ شوریٰ
- ممبران مجلس مشاورت 2018ء کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام
- اختتامی خطاب حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ برموقع اجتماع انصاراللہ یوکے
- نظام شوریٰ اور ڈیموکریسی میں فرق
- آئیوری کوسٹ میں مبلغین و معلمین کرام کا ریفریشر کورس
- مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ کے زیر اہتمام پہلا نیشنل قائدین فورم
- جرمنی میں سو مساجد اسکیم حوالے سے اہم سیمینار

اداریہ

نظامِ شوریٰ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمارے بہت ہی پیارے رسول سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ ہر اہم معاملہ میں صحابہؓ سے مشورہ کر لیا کرو۔(آل عمران:160)اسی طرح دوسری جگہ صحابہؓ کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان (صحابہ) کا ہر امر باہمی مشورہ سے طے ہوتا ہے۔ (الشوریٰ:39)

ان 2 آیات کو جب ہم تاریخ کے آئینہ میں دیکھتے ہیں تو آنحضور ﷺ کو اسلامی حکومت کے نظم و نسق کے جملہ امور کے بارے میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرتے ہوئے پاتے ہیں۔آپؐ کبھی چند مخصوص صحابہؓ سے۔ کبھی ایک صحابی یا صحابیہ سے مشورہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ابن ہشام نے آپؐ کا یہ قول درج کیا ہے کہ اَشِیْرُوْا عَلَیَّ اَیُّھَاالنَّاسُ کہ اے لوگو! مجھے مشورہ دیا کرو۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضور ﷺ سے زیادہ اپنے اصحاب میں سے کسی کو مشورہ کرنے والا نہیں پایا۔ (جامع ترمذی)

ایک دفعہ حضرت علیؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ آپؐ کے بعد اگر ایسا امر پیش آجائے جس کے بارہ میں قرآن خاموش ہو اور سنت سے بھی روشنی نہ ملے تو کیا کیا جائے؟ آپؐ نے فرمایا۔ اپنے لوگوں میں سے عبادت گزار علماء کو اکٹھا کرکے ان کے باہمی مشورہ سے فیصلہ کرنا اور کسی فردواحد کی رائے پر صاد نہ کرنا۔ (کنزالعمال)

تاریخ نے قرون اولیٰ میں مجلس شوریٰ کا سب سے پہلا اور بڑا اجتماع جنگ بدر کے موقع پر ریکارڈ کیا ہے جب آنحضور ﷺ نے صحابہؓ سے مدینہ میں رہ کر یا مدینہ سے باہر جا کر جنگ لڑنے کا مشورہ کیا۔ پھر جنگ میں فتح پانے کے بعد قیدیوں سے سلوک کے بارے میں دوبارہ صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا مشورہ دیا جسے آنحضور ﷺ نے قبول فرمایا۔

اسی طرح ایک دفعہ جنگ اُحد میں بھی مدینہ کے اندر رہ کر یا باہر جا کر لڑنے کا مشورہ طلب فرمایا۔ صحابہؓ کی رائے کے مطابق مدینہ سے باہر جنگ لڑنے کے لئے آپؐ زرہ پہن کر گھر سے باہر نکلے تو صائب الرائے صحابہؓ نے فیصلہ پر نظر ثانی کی درخواست کی تو آپ نے اس درخواست کو عزیمت رسول کے خلاف قرار دیا اور فرمایا: نبی کی شان سے بعید ہے کہ ایک مرتبہ زرہ پہن کر بغیر جنگ کئے اُسے اُتار دے اور آپؐ جنگ پر روانہ ہوگئے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ام سلمہؓ کے مشورہ پر اس وقت اپنی قربانی پر چھری پھیر دی جب صحابہؓ پر صلح حدیبیہ کی شرائط کو ماننا مشکل نظر آرہا تھا۔جنگ خندق میں جلیل القدر صحابی حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ پر مدینہ کے ارد گرد خندق کھودنے کا حکم دیا۔اس کے بعد ہم نماز پر بلانے کے لئے اذان کے بارے میں مشورہ تاریخ میں پاتے ہیں۔

یہ شورائی نظام، خلافت راشدہ میں بھی ہمیں نظر آتا ہے۔ آنحضور ﷺ کی وفات کے معاً بعد منکرین زکوٰۃ نے جب زکوٰۃ نہ دینے کا فتنہ کھڑا کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا بعض صحابہ نے مصلحت وقت کے مطابق زکوٰۃ معاف کر دینے کا مشورہ دیا تو حضرت ابو بکرؓ کی بے مثال عظمت نے اس کے برعکس فیصلہ کیا۔ اسی طرح حضرت اسامہ بن زیدؓ کے لشکر کو محاذ پر بھجوانے کے لئے بعض صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ ان پُرخطر اور مخدوش حالات میں بھیجنا مناسب نہیں تو آپ نے بڑے جلالی انداز میں فرمایا کہ ابوقحافہ (حضرت ابو بکر کی کنیت تھی) کی کیا مجال کہ وہ اس لشکر کو بھجوانے سے روکے جس کو میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ نے بھجوانے کا حکم فرمایا ہے۔

حضرت عمرؓ نے نظام شوریٰ کو وسیع اور مربوط بنیادوں پر قائم فرمایا۔ تمام ملکی اور قومی مسائل و معاملات اجلاس شوریٰ میں پیش ہوکر بحث و تمحیص کے بعد طے پاتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ لَاخِلَافَۃَ اِلَّاعَنْ مَشُوْرَۃٍ کہ خلافت مشورہ کے بغیر نہیں۔ تاریخ نے آپ کا یہ طریق بھی محفوظ کیا ہے کہ منادی کے اعلان پر صحابہؓ اکٹھے ہوتے۔ حضرت عمرؓ دو نفل ادا فرما کر متعلقہ مسئلہ پر خطبہ ارشاد فرماتے۔ اس کی اہمیت اُجاگر کرتے اور پھر صحابہؓ سے رائے لیتے۔

بات طول پکڑ رہی ہے حضرت عثمانؓ کی مثال دے کر قرون اولیٰ میں تاریخی مشورہ کی بات ختم کرتا ہوں۔ اہل عراق اور اہل شام میں جب قرآن کریم کی قرات پر جھگڑا کھڑا ہوا کہ ہماری قرات والا قرآن زیادہ صحیح ہے تو حضرت عثمانؓ نے صحابہؓ سے مشورہ کرکے حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ کا مصحف جو حضرت حفصہؓ کے پاس اماناً موجود تھا رائج کروایا۔

قرون ثانیہ کے دور میں سیدنا حضرت مسیح موعود نے اہم امور میں صائب الرائے احباب سے مشورہ لینے کی سنت نبویؐ کو جاری رکھا۔ آپ کے دور میں اجتماعی مشورہ کی سب سے پہلی اہم مثال 1891ء کے جلسہ سالانہ پر دیکھنے کو ملی۔ جب آپؑ نے جلسہ سے مشاورت کا کام بھی لیا اور یہ تجویز زیرغور آئی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بکثرت ظاہر ہونے والے نشانات کا ریکارڈ محفوظ کرنے کی خاطر ایک ایسی انجمن بنائی جائے جو احمدی اور غیرازجماعت حضرات پر مشتمل ہو۔

1892ء کے جلسہ سالانہ پر یورپ اور امریکہ میں دعوت الی اللہ کے لئے حاضرین سے مشورہ لیا اور 1907ء کے جلسہ سالانہ پر جماعت احمدیہ کا پہلا مالیاتی بجٹ زیربحث آیا۔ جماعت احمدیہ کا نام ''مسلمان فرقہ احمدی'' اور مدرسہ احمدیہ میں دینیات کی شاخ بھی بعد مشورہ قائم ہوئی۔ خلافت اولیٰ میں 1908ء کے جلسہ سالانہ پر 26 دسمبر کو مدرسہ احمدیہ جاری رکھنے کے بارے مشورہ ہوا۔ جب بعض احباب اسے بندکرنے کی تجویز دے رہے تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کی 10 منٹ کی تقریر نے رخ ہی بدل دیا اور تمام حاضرین نے بیک زبان ہو کر یہ کہا کہ

''ہم ہرگز یہ رائے نہیں دیتے کہ مدرسہ احمدیہ بند ہونا چاہیے۔ ہم اسے جاری رکھیں گے اور مرتے دم تک بند نہیں ہونے دیں گے''

1912ء کے جلسہ سالانہ پر مدرسہ احمدیہ کی آمدنی کے بارے میں ایک بار پھر مشورہ ہوا اور یہ تحریک ہوئی کہ ایسے لڑکے مدرسہ میں بھجوائے جائیں جو اپنے خرچ پر پڑھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور میں شوریٰ کا نظام، منظم ہوا اور مجلس شوریٰ کا باقاعدہ قیام ایک ادارہ اور ایک انسٹیٹیوشن کے طور پر 16,15 اپریل 1922ء کو قادیان میں ہوا۔ اس اجلاس کے افتتاحی خطاب میں حضور نے شوریٰ کا لائحہ عمل تفصیل سے بیان فرمایا۔

شوریٰ کا نظام تدریجاً مضبوطی اختیار کرتا گیا۔ قادیان کے بعد ربوہ میں اور پھر دنیا بھر کی بڑی جماعتوں میں یہ نظام قائم ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ اب یہ مشاورتی ادارہ بین الاقوامی شکل اختیار کر گیا ہے۔ اب دنیا کے 50سے زائد ممالک میں مجالس شوریٰ منعقد ہوتی ہیں۔ جن کی تمام روایات اور اقدار سانجھی ہیں اور خلیفۃ المسیح سے براہ‌راست رہنمائی لیتی ہیں۔ 1985ء میں لندن اور 1992ء میں بیلجئم و دیگر ممالک میں اس نظام کی داغ بیل ڈالی گئی۔ یہ ادارہ اب جماعت کی تعلیم وتربیت کا سب سے بڑا ادارہ بن گیا ہے جس کا درجہ خلافت کے بعد ہے اور دونوں کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے 1970ء کی شوریٰ پر آل عمران کی آیت 160 کی تلاوت فرما کر مشاورت کی اہمیت یوں بیان فرمائی۔

''مشاورت کا مخرج شَارَالْعَسَلُ یعنی شہد نکالنا ہے۔ جس طرح شہد کی مکھی پھول کا رس چوستی ہے اور پھر اس میں کچھ اپنے اجزاء ملا کر شہد بناتی ہے۔ شوریٰ کے اراکین جو آراء پیش کرتے ہیں۔اِذَا عَزَمْتَ کی رو سے خلیفۃ المسیح اپنے عزم اور خداداد فہم و فراست کو اس میں شامل کرکے فیصلہ کرتے ہیں۔ اس کی دعائیں شامل ہوتی ہیں تو پھر شہد کی طرح بنی نوع انسان کے لئے شفا اور دینی استحکام کا ذریعہ بن جاتی ہیں''
(رپورٹ شوریٰ ص109,108)

دربارِ خلافت

ممبران مجلس مشاورت2018ء کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

ممبران کا اللہ تعالیٰ سے تعلق، آنحضرتؐ سے محبت اور حضرت مسیح موعودؑ کی اطاعت کے معیار باقیوں سے زیادہ ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے پیغام میں فرماتے ہیں۔

''اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ پاکستان اپنی مجلس مشاورت منعقد کر رہی ہے ۔ آج کی تاریخ جس میں آپ لوگ اپنی مشاورت منعقد کر رہے ہیں ۔ جماعت کی تاریخ میں ایک تاریخی اہمیت رکھتی ہے جب حضرت مسیح موعودؑ نے بیعت لی اور جماعت کا آغاز ہوا۔ اس لحاظ سے آپ لوگ جو مجلس مشاورت کا نمائندہ بن کر آئے ہیں ان کو اس دن کی اہمیت کا خاص طو رپر زیادہ احساس ہونا چاہئے اور اس کا احساس تبھی پیدا ہو سکتا ہے جب آپ لوگ شرائط بیعت کو سب سے بڑھ کر سمجھنے والے اور ان پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ چاہئے کہ آپ کا اللہ تعالیٰ سے تعلق، آنحضرت ﷺ سے محبت اور حضرت مسیح موعودؑ کی اطاعت کے معیار باقیوں سے زیادہ ہوں۔ اسی طرح آپ کے حقوق العباد کی ادائیگی کے معیار بھی خاص طو رپر بہت بلند ہونے چاہئیں اور نہ صرف اپنے پر بلکہ بحیثیت عہدیدار بھی اور بحیثیت نمائندہ شوریٰ بھی اپنے گھر والوں پر اور جن پر آپ عہدوں کے لحاظ سے نگران بنائے گئے ہیں ان پر آپ کو اس حوالے سے اپنا ایک خاص اثر قائم کرنا چاہئے۔ اگر جماعتی عہدیداران اور نمائندگان شوریٰ اپنے عمل اس حوالے سے بہتر سے بہتر کرنے کی کوشش کرتے رہیں اور اپنے معیار بلند کریں تو تربیت کے لحاظ سے پاکستانی جماعتوں میں آپ لوگ ایک انقلاب پیدا کر سکتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جان اور مال کی قربانی کا جہاں تک تعلق ہے عمومی طور پر پاکستان کے افراد جماعت اور جماعتیں بے شک اس میں قربانی کے اعلیٰ معیار پیش کر رہی ہیں لیکن تربیت کے لحاظ سے نوجوانوں کی طرف سے بھی اور بڑی عمر کے لوگوں کی طرف سے بھی اور عورتوں کی طرف سے بھی کافی شکایات پیدا ہونی شروع ہو گئی ہیں ۔ اور خاص طور پر جو بڑی شہری جماعتیں ہیں ان میں پڑھا لکھا طبقہ ہونے کی وجہ سے اور دنیاوی معاملات میں ترقی کی وجہ سے یا ترقی کی رو میں شامل ہونے کی وجہ سے دنیاداری کا پہلو غالب ہوتا جا رہا ہے اور بعض جگہ چاہے وہ چند ایک کیس ہی ہوں وہاں مداہنت کی حد تک دینی تعلیم اور روایات میں کمزوری دکھائی جانے لگی ہے۔ اس لحاظ سے جہاں ممبران شوریٰ اپنے تربیتی اور دعوت الی اللہ کے پروگراموں کی بہتری کی منصوبہ بندی کرنے کے لئے یہاں جمع ہوتے ہیں وہاں ان شرائط بیعت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اندر ، اپنی حالتوں میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اپنے ماحول میں گھر کی سطح پر بھی اور جو ذمہ داریاں آپ کے سپرد کی گئی ہیں ان کے دائرے میں بھی اپنے بہترین نمونے پیدا کرنے کی کوشش کریں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کل جو ملکی حالات ہیں ان میں خاص طور پر ملک سے وفا کا یہ تقاضا ہے کہ ملک کی سالمیت اوراس کے ہمیشہ قائم رہنے کے لئے دعاؤں پر بھی توجہ دیں اور افراد جماعت کو بھی اس طرف خاص طور پر توجہ دلائیں ۔ اسی طرح ان دعاؤں کی طرف بھی توجہ دیں کہ اللہ تعالیٰ ملک کو ہر شرانگیزی کرنے والے اور فتنہ پھیلانے والے عنصر سے محفوظ رکھے اور ان کی پکڑ کے سامان جلد تر فرمائے۔ آمین

عمومی طور پر حالات کی وجہ سے مجھے افرادِ جماعت کی بھی فکر رہتی ہے۔اس لئے اس بات کو بھی اپنے اپنے دائرہ میں افراد جماعت کو سمجھانے کی کوشش کریں کہ جہاں وہ اپنے تعلق کو اللہ سے مضبوط کرنے والے ہوں اور جماعت اور خلافت سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے والے ہوں وہاں اپنے جذبات کو قابو رکھتے ہوئے اپنے ماحول میں وہ کبھی کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے مخالفین کو شرانگیزی کا موقع مل سکے۔اللہ آپ کو اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور پاکستان کی جماعت ہائے احمدیہ کو ہر لحاظ سے اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین''

اختتامی خطاب اجتماع انصاراللہ یوکے

اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ متقیوں اور راستبازوں ہی کے شامل حال ہوا کرتا ہے۔ اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بناؤ جن سے اسلام کو داغ لگ جاویں

تقویٰ کامیابی کیلئے بنیادی شرط ہے تقویٰ ہو گا تو دینی علوم کے ساتھ دنیوی علوم کے بھی راستے کھلیں گے اور متقیوں کیلئے دعا کی قبولیت کا خدا کی طرف سے وعدہ ہے

دعا سے، توبہ سے کام لو اور صدقات دیتے رہو تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم کے ساتھ تم سے معاملہ کرے

ہمیں اس بات کے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارے قول و فعل برابر ہیں، نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہِ یعنی ہم اللہ کے انصار ہیں کا دعویٰ ہمارے عمل سے ثابت ہے یا نہیں؟

کیا ہم انصاراللہ کہلاتے ہوئے اپنی زندگیاں حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں؟

خوب یاد رکھو اور اس کو سچ سمجھو کہ ایک روز اللہ تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔ پس اگر ہم عمدہ حالت میں یہاں سے کوچ کرتے ہیں تو ہمارے لئے مبارک اور خوشی ہے ورنہ خطرناک حالت ہے

کیا ہم میں سے اسّی فی صد نے ان باتوں پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے جو آپ کے سامنے بار بار لائی جاتی ہیں؟ اور اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھال رہے ہیں جو مختلف مواقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جن کی بار بار ہمیں نصیحت فرمائی اور جو ہمارے سامنے پیش فرمائے؟

اختتامی خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یوکے مورخہ 15 ستمبر 2019ء

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تعداد میں ترقی کے ساتھ مجلس انصار اللہ کی بھی ترقی ہو رہی ہے اور اعدادو شمار کے مطابق مختلف پروگراموں میں اور مختلف ایکٹویٹیز میں مجلس انصار اللہ کے ممبران کی نمائندگی بھی بڑھ کر نظر آتی ہے لیکن ان تمام باتوں کے ساتھ انصار اللہ کو یا مجلس انصار اللہ کے ممبران کو جو حقیقی جائزہ اپنا لینا چاہئے وہ اس پر لینا چاہئے کہ کیا ہم انصار اللہ کہلاتے ہوئے اپنی زندگیاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ جب تک ہم ایک فکر کے ساتھ اس بات کی تلاش نہیں کریں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی روشنی میں جو حقیقتاً قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے اپنا لائحہ عمل ترتیب دے کر بار بار اس کا جائزہ نہیں لیں گے ہم اپنی زندگیاں اس تعلیم کی روشنی میں ڈھال نہیں سکتے۔

یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ بار بار ہمارے سامنے ایک ہی طرح کی بعض باتیں دہرائی جاتی ہیں۔ بعض دفعہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالے بار بار پیش کرتا ہوں۔ اس سے شاید کوئی یہ خیال کرے بلکہ بعض یہ خیال کرتے بھی ہیں کہ کیا ان حوالوں سے باہر ہمیں نکلنا بھی ہے کہ نہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ہر مضمون پر بے شمار لکھا۔ ہر قسم کے حوالے موجود ہیں۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر ہے جو آپؑ کے ارشادات میں ہمیں ملتی ہے، آپؑ کی کتب میں ملتی ہے لیکن بعض باتیں ایسی ہیں جو بنیادی ہیں اور جنہیں بار بار ہمیں اپنے سامنے لاتے رہنا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ کیا ہم میں سے اسّی فی صد نے ان باتوں پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے جو آپ کے سامنے بار بار لائی جاتی ہیں؟ اور اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھال رہے ہیں جو مختلف مواقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جن کی بار بار ہمیں نصیحت فرمائی اور جو ہمارے سامنے پیش فرمائے؟ یا اسّی فی صد تو بڑی بات ہے ساٹھ فی صد یا پچاس فی صد یا چالیس فی صد بھی اس پر عمل ہو رہا ہے جو ہم باتیں سنتے ہیں کہ ان پر عمل کریں۔ صرف اگر ہم باجماعت نماز کو ہی لے لیں تو وہاں بھی ہمارے معیار جو ہیں بہت پیچھے ہیں بلکہ عہدیداروں کے بھی معیار بہت پیچھے ہیں۔ اگر ہم اپنا جائزہ لیں تو باوجود انصار اللہ کہلانے کے ہماری حالت قابل فکر ہے۔ آپ علیہ السلام تو ہر فردِ جماعت سے اعلیٰ معیار چاہتے ہیں کجا یہ کہ انصار اللہ کہلا کر اس طرف توجہ نہ دیں جو توجہ کا حق ہے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو نوجوانوں کے لئے بھی صحیح سمت متعین کرنے والے ہوں گے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو ہمارے بچوں کے لئے بھی رہ نما ہوں گے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو معاشرے میں تبدیلیاں لانے والے ہوں گے۔ ہمیں اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بھی دیکھنا ہو گا اپنے اخلاق کے معیاروں کو بھی دیکھنا ہو گا اور پھر عہدیداروں کو، ہر سطح کے عہدیداروں کو، ایک حلقے کے عہدیدار سے لے کے، ریجن کے عہدیداروں سے لے کے مرکزی عہدیداروں تک اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا جو انصار اللہ کا نام ہے ہم حقیقت میں اس نام کا پاس رکھ رہے ہیں؟ حقیقت میں اس کے مطابق اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں؟ پس ہر ناصر خود اپنے یہ جائزے لے سکتا ہے۔ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ اقتباسات پیش کرتا ہوں جو مزید ہمیں اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

’’میں کھول کر کہتا ہوں کہ جب تک ہر بات پر اللہ تعالیٰ مقدم نہ ہو جاوے اور دل پر نظر ڈال کر وہ نہ دیکھ سکے کہ یہ میرا ہی ہے۔‘‘ یعنی ایسا مقدم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ خود یہ ذکر کرے کہ یہ بندہ جو ہے یہ میرا ہی ہے اور میرے احکام کی پیروی کر رہا ہے۔ آپؑ نے فرمایا ’’اس وقت تک کوئی سچا مومن نہیں کہلا سکتا۔ ایسا آدمی تو آل (عُرفِ عام) کے طور پر مومن یا مسلمان ہے۔ جیسے چوہڑے کو بھی مصلی یا مومن کہہ دیتے ہیں۔‘‘ فرماتے ہیں ’’مسلمان وہی ہے جو اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ کا مصداق ہو گیا ہو۔ وَجْہ منہ کو کہتے ہیں مگر اس کا اطلاق ذات اور وجود پر بھی ہوتا ہے۔ پس جس نے ساری طاقتیں اللہ کے حضور رکھ دیں ہوں وہی سچا مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔‘‘ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’مجھے یاد آیا کہ ایک مسلمان نے کسی یہودی کو دعوت اسلام کی کہ تو مسلمان ہو جا۔‘‘ مسلمان جو تھا وہ فرمایا کہ ’’مسلمان خود فسق وفجور میں مبتلا تھا۔‘‘ برائیوں میں مبتلا تھا۔ ’’یہودی نے اس فاسق مسلمان کو کہا کہ تو پہلے اپنے آپ کو دیکھ‘‘ مجھے جو تبلیغ کر رہا ہے ’’اور تو اس بات پر مغرور نہ ہو کہ تو مسلمان کہلاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسلام کا مفہوم چاہتا ہے نہ نام اور لفظ۔ یہودی نے اپنا قصہ بیان کیا‘‘ ’’اس مسلمان کو‘‘ کہ میں نے اپنے لڑکے کا نام خالد رکھا تھا مگر دوسرے دن مجھے اسے قبر میں گاڑنا پڑا۔‘‘ دوسرے دن فوت ہو گیا۔ خالد کا مطلب ہمیشہ رہنے والا ہے۔ کہنے لگا کہ ’’اگر صرف نام ہی میں برکت ہوتی تو وہ کیوں مرتا۔ اگر کوئی مسلمان سے پوچھتا ہے کہ کیا تو مسلمان ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے۔ الحمد للہ۔‘‘ لیکن صرف نام کے مسلمان۔ پس آپؑ نے اپنی جماعت کو فرمایا کہ تم نام کے مسلمان نہ بنو۔

پھر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ لفّاظی کہیں کام نہیں آتی، باتیں کام نہیں آتیں بلکہ عمل ہیں جو کام آتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’پس یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو۔ محض باتیں عنداللہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۔" (الصف:4)

(ملفوظات جلد اول صفحہ 76-77)

کہ اللہ کے نزدیک اس بات کا دعویٰ کرنا جو تم کرتے نہیں بہت ناپسندیدہ بات ہے۔

پس ہمیں اس بات کے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارے قول و فعل برابر ہیں، نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہِ یعنی ہم اللہ کے انصار ہیں کا دعویٰ ہمارے عمل سے ثابت ہے یا نہیں؟ ہم اسلام کو دنیا میں پھیلانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس کو پورا کرنے کے لئے ہماری اپنی کوشش اور حالت کیا ہے یہ دیکھنے کی ضرورت ہے۔ پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو جس سے خود تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصن حصین میں آسکو اور پھر تم اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو" تمہیں اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ کے قلعہ میں آؤ۔ فرمایا کہ "تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی بیرونی طاقت کیسی کمزور ہو گئی ہے۔ قومیں ان کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اگر تمہاری اندرونی اور قلبی طاقت بھی کمزور اور پست ہو گئی تو بس پھر تو خاتمہ ہی سمجھو۔" تم تو بڑے دعوے کرتے ہو، مسلمانوں کی حالت آج کل تو اَور بھی زیادہ باہر ظاہر ہو رہی ہے۔ فرمایا کہ اگر تم احمدی ہو کے بھی یہی رہے تو پھر تو خاتمہ ہی سمجھنا۔ فرمایا کہ "تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے اور وہ سرحد کے گھوڑوں کی طرح مضبوط اور محافظ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ متقیوں اور راستبازوں ہی کے شامل حال ہوا کرتا ہے۔ اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بناؤ جن سے اسلام کو داغ لگ جاویں۔ بد کاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے مسلمانوں سے اسلام کو داغ لگتا ہے۔" فرمایا کہ بدکاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے مسلمان جو ہیں وہ تو اسلام کو داغ لگانے والے ہیں۔ فرمایا "کوئی مسلمان شراب پی لیتا ہے تو کہیں قے کرتا پھرتا ہے۔ پگڑی گلے میں ہوتی ہے۔ موریوں اور گندی نالیوں میں گرتا پھرتا ہے۔ پولیس کے جوتے پڑتے ہیں۔ ہندو اور عیسائی اس پر ہنستے ہیں۔ اس کا ایسا خلاف شرع فعل اس کی ہی تضحیک کا موجب نہیں ہوتا بلکہ در پردہ اس کا اثر نفس اسلام تک پہنچتا ہے۔" ایک شخص کا عمل جو ہے وہ اسی تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کے اثرات پھر اسلام تک پہنچتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں یہ مسلمان ہے دعویٰ یہ کرتا ہے عمل یہ کرتا ہے۔ فرمایا "......اپنی بداعتدالیوں سے صرف اپنے آپ کو نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ اسلام پر ہنسی کراتے ہیں۔" پھر فرمایا "...... پس اپنے چال چلن اور اطوار ایسے بنا لو کہ کفار کو بھی تم پر (جو دراصل اسلام پر ہوتی ہے) نکتہ چینی کرنے کا موقعہ نہ ملے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 77-78)

پھر اپنے اخلاق اور عملی حالتوں کو بہتر کرنے کی نصیحت فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاحِ دارَین حاصل ہو" ہمیشہ کی فلاح حاصل ہو، دونوں جہانوں کی فلاح حاصل ہو "اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو، عقل سے کام لو اور کلامِ الٰہی کی ہدایات پر چلو۔" کلامِ الٰہی کی ہدایات پر چلنے کے لئے، ان کو حاصل کرنے کے لئے قرآن کریم کو پڑھنا ضروری ہے۔ اسے سمجھنا ضروری ہے۔ نہ صرف ترجمہ بلکہ تفسیر جاننا بھی ضروری ہے۔ فرمایا کہ "خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ تب البتہ کامیاب ہو جاؤگے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے "کہ ؎

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بَر دل

کہ دل سے نکلی ہوئی بات دل پر اثر کرتی ہے۔ فرمایا کہ "پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔" بڑی اہم بات ہے فرمایا کہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت صرف باتیں یا کوئی اَور طاقت جو ہے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔" زبان سے قیل وقال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔ بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیا قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں کہتے ہیں کہ تکبر، غرور ، بد کاریوں سے بچو مگر جو ان کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں" وہ ایسی باتیں ہیں فرمایا کہ اس سے تم اندازہ لگا سکتے ہو ان نصیحت کرنے والوں کی باتوں کا اثر نہیں ہوتا ۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کے لئے آپؑ نے فرمایا کہ تم نے اگر واعظ بننا ہے، تم نے اسلام کا پیغام پہنچانا ہے تو ہر ایک کو اپنے قول و فعل کو ایک کرنا ہوگا تا کہ پھر دنیا پر بھی ہم اپنا اثر قائم کر سکیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں" اگر اس قسم کے لوگ عملی طاقت بھی رکھتے" جو یہ نصیحتیں کرتے ہیں اگر ان کی عملی طاقت بھی ہوتی "اور کہنے سے پہلے خود کرتے تو قرآن شریف میں

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ (الصف:3)

کہنے کی کیا ضرورت پڑتی؟ یہ آیت بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے اور ہیں اور ہوں گے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 67)

لیکن جو اللہ تعالیٰ کی نصیحتوں پر عمل کریں گے ان کی اصلاح بھی ہو جائے گی۔ اپنی باتوں اور نصیحتوں پر عمل کرنے اور عقل اور کلامِ الٰہی سے کام لینے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"میری یہ باتیں اس لئے ہیں کہ تا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو ان باتوں پر عمل کرو اور عقل اور کلامِ الٰہی سے کام لو تا کہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندرپیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔ اس لئے کہ آج کل اعتراضوں کی بنیاد طبعی اور طبابت اور ہیئت کے مسائل کی بناء پر ہے۔ اس لئے لازم ہواکہ ان علوم کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں تا کہ جواب دینے سے پہلے اعتراض کی حقیقت تو ہم پر کھل جائے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 68)

آپ علیہ السلام نے بارہا نصیحت فرمائی کہ جو آپ علیہ السلام کی باتوں پر عمل کرنے و الے ہیں ان سے خدا تعالیٰ کا ترقی کا وعدہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ میرے ماننے والے علم و معرفت میں ترقی کریں گے۔ فرمایا یہ ان سے وعدہ ہے جو عمل کرنے والے ہیں نہ کہ ہر ایک جو کہے کہ میں مسیح موعود کی بیعت میں آگیا ہوں اور عمل نہیں ہے اس سے وعدہ ہر گز نہیں ہے۔ اگر عمل نہیں تو وعدہ بھی پورا نہیں ہو گا۔ ایک جگہ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ

"اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے

وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۔ (آل عمران:56)

یہ تسلی بخش وعدہ ناصرت میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابنِ مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہی الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدہ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وُہ وُہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجے میں پڑے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کافروں پر فوقیت دے گا اور قیامت تک ان پر فوقیت دے گا جو صحیح اتباع کرنے والے ہیں۔ جو نہیں اتباع کرنے والے ان کو نہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدہ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجے میں پڑے ہوئے فسق وفجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ جن کے دل چھوٹی برائیوں اور بڑی برائیوں میں مبتلا ہیں ان کی اصلاح نہیں ہورہی۔ فرمایا نہیں، ہر گز نہیں۔ فرمایا کہ یہ وعدہ تو ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے۔ آپؑ فرماتے ہیں یاد رکھو اور دل سے سن لو۔ میں پھر ایک بار ان لوگوں کو مخاطب کرکے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ بہت زبر دست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثرنہ صرف میری ذات تک بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس بر گزیدہ انسان کامل کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ہی ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواہ تھی مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خود دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو کہ قیامت تک تم فوقیت حاصل کرو کافروں پر اور اتنی بڑی کامیابی کہ قیامت تک کافرین پر غالب رہو گے اس کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہو گی جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔ برائی ہوتی بھی ہے تو دل اس پے ملامت کرنا چاہئے اور پھر کوشش ہونی چاہئے اس کے لئے اور پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے اللہ تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس وقت وہاں تک پہنچنا ہے جہاں اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو۔ اپنی نیکی اور تقویٰ کے معیار کو بڑھانا ہو گا، اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق ہمیں پیدا کرنا ہو گا۔ یہ نہیں کہ پانچ نمازیں بھی وقت پر نہ پڑھ سکیں اور اپنے کام کی مصروفیت کا بہانہ ہم کر دیں۔ آپؑ فرماتے ہیں اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تاکہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں۔"

(ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 103 تا 105)

ایک موقعے پر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ ہر احمدی کو تقویٰ کی راہ اختیار کرنی چاہئے کیونکہ شریعت کا خلاصہ ہی یہ تقویٰ ہے آپؑ فرماتے ہیں:

"چاہئے کہ وہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں کیونکہ تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز شریعت تقویٰ ہی ہو سکتا ہے۔ تقویٰ کے مدارج اور مراتب بہت ہیں لیکن اگر طالب صادق ہو کر ابتدائی مراتب اورمراحل کو استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلب صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الۡمُتَّقِيۡنَ۔ (المائدہ:28)

گویا اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ یہ گویا اس کا وعدہ ہے اور اس کے وعدوں میں۔ ’’یعنی اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں ’’تخلّف نہیں ہوتا۔‘‘ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا ۔‘‘ جیسا کہ فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ۔ (الرّعد:32)

پس جس حال میں تقویٰ کی شرط قبولیت دعا کے لئے ایک غیر منفکّ شرط ہے تو ایک انسان غافل اور بے راہ ہو کر اگر قبولیت دعا چاہے تو کیا وہ احمق اور نادان نہیں ہے۔‘‘ تقویٰ تو شرط ہے اور اگر انسان غافل ہو اور پھر کہے میں نے قسمت سے آج ایک دعا کر لی تھی۔ آج میں نے بڑا لمبا سجدہ کر لیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے قبول نہیں کیا تو اس کو کیا کہیں گے۔ فرمایا احمق اور نادان ہے وہ، بےوقوف ہے پاگل ہے۔ فرمایا ’’لہٰذا ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تاکہ قبولیت دعا کا سرور اور حظّ حاصل کرے اور زیادتی ایمان کا حصہ لے۔‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 108-109)

پھر تزکیہ نفس اور تقویٰ اختیار کرنے کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ

’’اللہ تعالیٰ نے جس قدر قویٰ عطا فرمائے ہیں وہ ضائع کرنے کے لئے نہیں دیئے گئے ان کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی ان کی نشوونما ہے۔‘‘ ان کو ٹھیک طرح صحیح موقع پر استعمال کرنا اور جائز اس کا استعمال کرنا یہی اس کی نشوونما ہوتی ہے۔ ’’اسی لئے اسلام نے قوائے رجولیت یا آنکھ کے نکالنے کی تعلیم نہیں دی۔‘‘ انسان کے مرد عورت کے تعلقات کے جو قویٰ ہیں ان کو ضائع کرنے کے لئے نہیں کہا یا آنکھ کو نکالنے کے لئے نہیں کہا کہ بدنظری نہ کرو ’’بلکہ ان کا جائز استعمال اور تزکیہ نفس کروایا جیسے فرمایا

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ (المومنون:2)

اور ایسے ہی یہاں بھی فرمایا۔ متّقی کی زندگی کا نقشہ کھینچ کر آخر میں بطور نتیجہ یہ کہا

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۔ (البقرہ:6)

یعنی وہ لوگ جو تقویٰ پر قدم مارتے ہیں۔ ایمان بالغیب لاتے ہیں۔ نماز ڈگمگاتی ہے پھر اسے کھڑا کرتے ہیں۔ خدا کے دئیے ہوئے سے دیتے ہیں۔ باوجود خطراتِ نفس بلا سوچے گزشتہ اور موجودہ کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور آخر کار وہ یقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے سر پر ہیں وہ ایک ایسی سڑک پر ہیں جو برابر آگے کو جا رہی ہے۔‘‘پس یہ یقین پیدا کرنا ہو گا جو آگے تک لے جاتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین ہو گا۔ ایمان بالغیب کرنا ہو گا ۔’’اور جس سے آدمی فلاح تک پہنچتا ہے۔‘‘ پھر کامیابیاں حاصل ہو جائیں گی ۔ فرمایا ’’پس یہی لوگ فلاح یاب ہیں جو منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے اور راہ کے خطرات سے نجات پا چکے ہیں۔ اس لئے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہم کو تقویٰ کی تعلیم دے کر ایک ایسی کتاب ہم کو عطا کی جس میں تقویٰ کے وصایا بھی دئیے۔

سو ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے۔ ’’فرمایا سو ہماری جماعت یہ غم یعنی تقویٰ حاصل کرنے کا غم، اللہ تعالیٰ سے ملنے کا غم، فکر ،غم سے مراد ہے فکر، کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے ’’کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔‘‘ پس آپ علیہ السلام ہمیں اپنے جائزے لینے کی طرف اس میں توجہ دلا رہے ہیں اور ہم یہ خود ہی اپنے جائزے لے سکتے ہیں۔ پھر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ تقویٰ والے کون لوگ ہیں اور جس کے دل میں تقویٰ ہو اسے اپنی زندگی کس طرح بسر کرنی چاہئے فرماتے ہیں:

’’اہلِ تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔‘‘ فرمایا ’’عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔‘‘نخوت یا تکبر اور غرور جو ہے یہ غضب سے، غصہ میں جو انسان آتا ہے اس وقت پیدا ہوتا ہے ’’اور ایسا ہی کبھی خود غضب ،عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ غضب اس وقت ہو گا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔‘‘ فرمایا ’’میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔‘‘ یہ بڑی قابل غور بات ہے۔ فرمایا کہ ’’بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔‘‘ یہ بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بڑوں سے مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں، بڑی عزت کرتے ہیں، بڑا احترام کرتے ہیں۔ فرمایا ’’لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔‘‘اصل بڑائی تو یہ ہے کہ کمزور اور کم طاقت والا جو ہے اس کی بات کو سنو ،غریب کی بات کو سنو ، مسکین کی بات کو سنو۔ فرمایا کہ یہی جڑ ہے عاجزی کی اور یہی بنیاد ہے عاجزی کی۔ اس پے قائم ہو گے تو تبھی کہہ سکتے ہیں کہ تقویٰ پیدا ہوا ہے اور اس کے لئے آپؑ نے فرمایا کہ غریب کی بات سنو ’’اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چِڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ۔

وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِيۡمَانِ وَمَنۡ لَّمۡ يَتُبۡ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۔ (الحجرات:12)

تم ایک دوسرے کا چِڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فساق و فجار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چِڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہو گا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے

اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰكُمۡ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ خَبِيۡرٌ ۔‘‘ (الحجرات:14)

(ملفوظات جلد اول صفحہ 35-36)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو زیادہ متقی ہے۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف سے رجوع کئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نورِ الٰہی سے دیکھتا ہے۔ صحیح فراست اور حقیقی دانش ...... کبھی نصیب نہیں ہو سکتی جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔‘‘

فرمایا ’’اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو ۔تو عقل سے کام لو ۔فکر کرو ۔سوچو ۔تدبر اور فکر کے لئے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔ کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو اور پارسا طبع ہوجاؤ۔ جب تمہارے دل پاک ہو جائیں گے اور ادھر عقل سلیم سے کام لو گے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے پھر ان دونوں کے جوڑ سے وہ حالت پیدا ہو جائے گی کہ

رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (آل عمران:192)

تمہارے دل سے نکلے گا اس وقت سمجھ میں آ جائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں۔ ’’جو تم نے بنایا ہے یہ جھوٹ نہیں ہے، بے فائدہ نہیں بنایا بلکہ صانعِ حقیقی کی حقانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے تا کہ طرح طرح کے علوم و فنون جو دین کو مدد دیتے ہیں ظاہر ہوں۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 66)

پس تقویٰ ہو گا تو دینی علوم کے ساتھ دنیوی علوم کے بھی راستے کھلیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی راستے دکھائے گا۔ ان کا بھی ادراک حاصل ہو گا اور اس سے پھر علم و معرفت میں بھی ترقی ہو گی۔ راستبازی اور تقویٰ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں۔

’’ذرا سوچو اور سمجھو خدا کے واسطے عقل سے کام لو اور اس لئے کہ عقل میں جودت اور ذہانت پیدا ہو راستباز اور متقی بنو۔پاک عقل آسمان سے آتی ہے اور اپنے ہمراہ ایک نور لاتی ہے لیکن وہ جو ہر قابل کی تلاش میں رہتی ہے۔ اس پاک سلسلہ کا قانون وہی قانون ہے جو ہم جسمانی قانون میں دیکھتے ہیں۔ بارش آسمان سے پڑتی ہے لیکن کوئی جگہ اس بارش سے گلزار ہوتی ہے اور کہیں کانٹے اور جھاڑیاں ہی اگتی ہیں اور کہیں وہی قطرہ بارش سمندر کی تہہ میں جا کر ایک گوہر شہوار بنتا ہے۔ بقول کَسے ؎

در باغ لالہ روید در شورہ بُوم خس‘‘

کہ وہ (بارش) باغ میں تو پھول اگاتی ہے اور بنجر میں گھاس پھوس اگاتی ہے۔ پھر اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اگر زمین قابل نہیں ہوتی تو بارش کا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ الٹا ضرر اور نقصان ہوتا ہے۔ اسی لئے آسمانی نور اترا ہے اور وہ دلوں کو روشن کرنا چاہتا ہے۔ اس کے قبول کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کو تیار ہو جاؤ تا ایسا نہ ہو کہ بارش کی طرح کہ جو زمین جوہر قابل نہیں رکھتی۔‘‘ جس میں خاصیت ہی نہیں جو بنجر زمین ہے ’’وہ اس کو ضائع کر دیتی ہے۔ تم بھی باوجود نور کی موجودگی کے تاریکی میں چلو۔‘‘ بارش تو ہو رہی ہے لیکن اگر زمین اچھی نہیں تو تاریکی میں چلو گے۔ نور موجود ہے، نور سے فائدہ نہیں اٹھا سکو گے ’اور ٹھوکر کھا کر اندھے کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ مادرِ مہربان سے بھی بڑھ کر مہربان ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس کی مخلوق ضائع ہو۔ وہ ہدایت اور روشنی کی راہیں تم پر کھولتا ہے مگر تم ان پر قدم مارنے کے لئے عقل اور تزکیہ نفوس سے کام لو۔ جیسے زمین کہ جب تک ہل چلا کر تیار نہیں کی جاتی تخم ریزی اس میں نہیں ہوتی اسی طرح جب تک مجاہدہ اور ریاضت سے تزکیہ نفوس نہیں ہوتا پاک عقل آسمان سے اتر نہیں سکتی۔

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا اور اپنے دین اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں غیرت کھا کر ایک انسان کو جو تم میں بول رہا ہے بھیجا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں اپنے بارے میں کہ ’’ میں وہ انسان ہوں جو اللہ تعالیٰ نے غیرت کھا کر بھیجا ہے تاکہ وہ اس روشنی کی طرف لوگوں کو بلائے۔ اگر زمانہ میں ایسا فساد اور فتنہ نہ ہوتا اور دین کے محو کرنے کے لئے جس قسم کی کوششیں ہو رہی ہیں نہ ہوتیں تو چنداں حرج نہ تھا لیکن اب تم دیکھتے ہو کہ ہر

طرف یمین و یسار اسلام ہی کو معدوم کرنے کی فکر ہے۔ ہر طرف دائیں بائیں ہر جگہ دیکھو اسلام کو ختم کرنے کی فکر میں، معدوم کرنے کی فکر میں جملہ اقوام لگی ہوئی ہیں۔“ فرماتے ہیں ”مجھے یاد ہے اور براہین احمدیہ میں بھی میں نے ذکر کیا ہے کہ اسلام کے خلاف چھ کروڑکتابیں تصنیف اور تالیف ہو کر شائع کی گئی ہیں۔“ فرمایا کہ ”عجیب بات ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی تعداد بھی چھ کروڑ ہے“۔ اُس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد 6کروڑ تھی۔ ”اور اسلام کے خلاف کتابوں کا شمار بھی اسی قدر ہے۔ اگر اس زیادتی تعداد کو جو اب تک ان تصنیفات میں ہوئی ہے چھوڑ بھی دیا جائے تو بھی ہمارے مخالف ایک ایک کتاب ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں دے چکے ہیں۔“ اور اب تو صرف کتابیں نہیں بلکہ ہر قسم کے میڈیا کے ذریعہ سے اسلام کو بدنام اور ختم کرنے کے لئے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ اس لئے اب ہماری سب سے بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اسلام کو سمجھیں اپنی حالتوں کو بہتر کریں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں اور حقیقی اسلام دنیا کو دکھانے کے لئے میدان میں اتریں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”اگر اللہ تعالیٰ کا جوش غیرت میں نہ ہوتا اور اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ کا وعدہ صادق نہ ہوتا تو یقیناً سمجھ لو کہ اسلام آج دنیا سے اٹھ جاتا۔ اور اس کا نام و نشان تک مٹ جاتا مگر نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کا پوشیدہ ہاتھ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔“اسلام کی حفاظت کر رہا ہے۔ فرمایا ”مجھے افسوس اور رنج اس امر کا ہوتا ہے کہ لوگ مسلمان کہلا کر ناطے بیاہ کے برابر بھی تو اسلام کا فکر نہیں کرتے۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 72-73)

اپنے اخلاق کو عمدہ اور اعلیٰ معیار پر لے جانے کی نصیحت فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

”ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیل اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ ایک امر واقعی ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔ نہیں نہیں۔ اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیل اخلاق پر مقدرت پاوے۔ پس یادرکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیل اخلاق میں صَرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 140)

فرمایا کہ ”بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا مندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہوسکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔ خدا ٹھگا نہیں جا سکتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے تکلیف کی پروا نہ کریں کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 76)

توبہ اور عبادت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

”اس لئے اس سےپیشتر کہ عذاب الٰہی آکر توبہ کا دروازہ بندکردے توبہ کرو۔ جب کہ دنیا کے قانون سے اس قدر ڈر پیدا ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ خداتعالیٰ کے قانون سے نہ ڈریں۔ جب بلا سر پر آپڑے تو اس کا مزا چکھنا ہی پڑتا ہے۔ چاہئے کہ ہر ایک شخص تہجد میں اٹھنے کی کوشش کرے۔اور پانچ وقت کی نمازوں میں بھی قنوت ملا دیں۔ ہر ایک خدا کو ناراض کرنے والی باتوں سے توبہ کریں۔ توبہ سے یہ مراد ہے کہ ان تمام بد کاریوں اور خدا کی نارضا مندی کے باعثوں کو چھوڑ کر ایک سچی تبدیلی کریں اور آگے قدم رکھیں اور تقویٰ اختیار کریں۔ اس میں بھی خدا کا رحم ہوتا ہے۔ عادات انسانی کو شائستہ کریں۔ غضب نہ ہو۔ تواضع اور انکسار اس کی جگہ لے لے۔ اخلاق کی درستی کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق صدقات کا دینا بھی اختیار کرو۔

یُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّیَتِیۡمًا وَّاَسِیۡرًا الخ (الدھر:9)

یعنی خدا کی رضا کے لئے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہم دیتے ہیں اور اس دن سے ہم ڈرتے ہیں جو نہایت ہی ہولناک ہے۔

قصہ مختصر دعا سے، توبہ سے کام لو اور صدقات دیتے رہو تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم کے ساتھ تم سے معاملہ کرے۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 208)

پھر فرمایا (انصار اللہ کے لئے خاص طور پر)

”راتوں کو اٹھواور دعا کروکہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آب پاشی کی۔ آپؐ نے ان کے لئے دعائیں کیں۔ بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ تو اس آب پاشی سے پھل عمدہ نکلا ۔ جس طرح حضور علیہ السلام چلتے اسی طرح وہ چلتے۔ وہ دن کا یارات کا انتظار نہ کرتے تھے۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو تہجد میں اٹھو ۔ دعا کرو ، دل کو درست کرو ۔ کمزوریوں کوچھوڑ دو۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول وفعل کوبناؤ۔ یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو ورد بنائے گا اور عملی طور سے دعا کرے گا اور عملی طور پر التجا خدا کے سامنے لائے گا۔اللہ تعالیٰ اس پر فضل کرے گا ۔اور اس کے دل میں تبدیلی ہو گی۔ خدا تعالیٰ سے ناامیدمت ہو۔

بر کریماں کارہا دشوار نیست۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 45)

کہ نیک لوگوں کے لئے کوئی بھی کام مشکل نہیں ہوتا۔ پھر بڑے درد سے نصیحت کرتے ہوئے اور آخرت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

”پس میں پھر پکار کر کہتا ہوں اور میرے دوست سن رکھیں کہ وہ میری باتوں کو ضائع نہ کریں اور ان کوصرف ایک قصہ گویا داستان کی کہانیوں ہی کا رنگ نہ دیں بلکہ میں نے یہ ساری باتیں نہایت دل سوزی اور سچی ہمدردی سے جو فطرتاً میری روح میں ہے کی ہیں۔ ان کو گوش دل سے سنو اور ان پر عمل کرو!

ہاں خوب یاد رکھو اور اس کو سچ سمجھو کہ ایک روز اللہ تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔ پس اگر ہم عمدہ حالت میں یہاں سے کوچ کرتے ہیں تو ہمارے لئے مبارکی اور خوشی ہے ورنہ خطر ناک حالت ہے۔“

انصار کی عمر تو ایسی ہوتی ہے کہ ان کو تو بڑی فکر رہنی چاہئے۔ فرمایا: ”یاد رکھو کہ جب انسان بری حالت میں جاتا ہے تو مکان بعید اس کے لئے یہیں سے شروع ہو جاتا ہے یعنی نزع کی حالت ہی سے اس میں تغیر شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

اِنَّہٗ مَنۡ یَّاۡتِ رَبَّہٗ مُجۡرِمًا فَاِنَّ لَہٗ جَہَنَّمَ ؕ لَا یَمُوۡتُ فِیۡہَا وَلَا یَحۡیٰی ۔ (طٰہٰ :75)

یعنی جو شخص مجرم بن کر آوے گا اس کے لئے ایک جہنم ہے جس میں نہ مرے گا اور نہ زندہ رہے گا۔ یہ کیسی صاف بات ہے۔ اصل لذّت زندگی کی راحت اور خوشی ہی میں ہے۔“

اِنَّہٗ مَنۡ یَّاۡتِ رَبَّہٗ مُجۡرِمًا فَاِنَّ لَہٗ جَہَنَّمَ ؕ لَا یَمُوۡتُ فِیۡہَا وَلَا یَحۡیٰی۔

جو مجرم بن کے آئے گا اس کے لئے ایک جہنم ہے اس میں نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا۔ فرمایا کہ ”کیسی صاف بات ہے اصل لذت زندگی کی راحت اور خوشی ہی میں ہے بلکہ اسی حالت میں وہ زندہ متصور ہوتا ہے جبکہ ہر طرح کے امن و آرام میں ہو۔ اگر وہ کسی درد مثلاً قولنج یا درد دانت ہی میں مبتلا ہو جاوے تو وہ مردوں سے بد تر ہوتا ہے اور حالت ایسی ہوتی ہے کہ نہ تو مردہ ہی ہوتا ہے اور نہ زندہ ہی کہلا سکتا ہے۔ پس اسی پر قیاس کر لو۔“ اسی کو سامنے رکھو جو ظاہری بیماریاں دنیا میں ہوتی ہیں اسی کو سامنے رکھ کر دیکھو ”کہ جہنم کے درد ناک عذاب میں کیسی بری حالت ہو گی۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ142-143)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آپؑ کی خواہشات کے مطابق آپؑ کی بیعت میں آنے کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے ہوں۔ حقیقی انصار اللہ بننے کی توفیق اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائے اور اپنی نسلوں کے لئے نیک نمونے چھوڑ کر جانے کی توفیق ہمیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہم حاصل کرنے والے ہوں۔ اب دعا کر لیں۔ (دعا)

(دعا کے بعد حضورِ انور نے فرمایا) اجتماع کی حاضری کے بارے میں بتا دوں۔اس دفعہ کی حاضری جو ہے کُل انصار کی حاضری تین ہزار ایک سو سات ہے اور مہمان ایک ہزار پانچ سو پندرہ ہیں اس طرح کل حاضری یہاں اس وقت چار ہزار چھ سو بائیس (4622)ہے۔ انصار کی حاضری میں تیئس پرسنٹ کا اضافہ ہے اور لجنہ کی حاضری اُس وقت ان کے پاس پوری آئی نہیں تھی ، وہاں اعلان نہیں کیا تھا تو لجنہ کی حاضری جو اس وقت حاضری کے فائنل figure ہیں پانچ ہزار آٹھ سو بائیس 5822 ہے اور پچھلے سال سے یہ بھی زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ نے بھی کافی کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بھی آگے بڑھنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ

☆...☆...☆

بقیہ از صفحہ10۔ جرمنی میں 100مساجد

نمازوں کی ادائیگی کے بعد امیر صاحب جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر نے بھی حاضرین سے خطاب کیا اور ان کے سوالات کے جواب دیئے اور اپنی توقعات کا اظہار کیا۔ سیمینار کی کارروائی شام تک جاری رہی جس میں 2023ءتک سو مساجد کو مکمل کرنے کے ہر پہلو کا جائزہ لیا گیا۔ جماعت 2023ء تک جن 34شہروں میں مساجد تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اُن میں سے درج ذیل 26شہروں کافیصلہ کرلیا گیا ہے۔ مزید 8شہروں کا فیصلہ ہونا باقی ہے۔ جن شہروں میں مستقبل قریب میں مساجد کی تعمیر کا ارادہ ہے اُن کے نام یہ ہیں:

Babenhausen, Bad Soden, Bochum, Eppelheim, Dreieich, Freiburg, Esslingen, Eppertshausen, Hattersheim, Grafenhausen, Heidelberg, Heilbronn, Heusenstamm, Karlsruhe, Langen, Ludwigshafen, Mainz, Muehlheim, Neu Isenburg, Pinneberg, Recklinghausen, Reutlingen, Rüdesheim, Rüsselsheim, Stuttgart اور Viersen۔

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سکیم میں برکت دے اور جماعت احمدیہ جرمنی کو یہ توفیق دے کہ وہ بر وقت اس الٰہی منصوبہ کو مکمل کرنے والے ہوں۔ آمین

(رپورٹ: عرفان احمد خان)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشادات کی روشنی میں

نظام شوریٰ اور ڈیموکریسی میں فرق

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَ الَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّہِمۡ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَمۡرُہُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَہُمۡ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ

ترجمہ: اور جو اپنے رب کی آواز پر لبیک کہتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں اور ان کا امر باہمی مشورہ سے طے ہوتا ہے اور اس میں سے جو ہم نے انہیں عطا کیا خرچ کرتے ہیں۔

(الشوریٰ :39)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب شَاوِرۡھُمۡ فِی الۡاَمۡرِ کی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ اللہ اور اس کا رسول اس سے مستغنی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے میری امت کے لئے رحمت کا باعث بنایا ہے پس ان میں سے جو مشورہ کرے گا وہ رشد و ہدایت سے محروم نہیں رہے گا۔اور جو مشورہ ترک کرے گا وہ ذلت سے نہ بچ سکے گا۔

(شعب الایمان۔لام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی۔ ص76-77روایت نمبر7542)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرتﷺ سے زیادہ اپنے اصحاب سے کسی کو مشورہ کرنے والا نہیں پایا۔

(سنن الترمذی ابواب فضائل الجہاد۔باب ماجاء فی المشورۃ)

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ لَاخِلَافَۃَ اِلَّاعَنۡ مَشۡوَرَۃٍ خلافت کا انعقاد مشورہ اور رائے لینے کے بغیر درست نہیں نیز خلافت کے نظام کا ایک اہم ستون مشاورت ہے۔

(کنزالعمال کتاب الخلافۃ مع الامارۃ صفحہ 139/3)

سمجھدار اور عبادت گزار لوگوں سے مشورہ کرواور مخصوص افراد کی رائے پر نہ چلو۔

(کنزالعمال جلد3حدیث نمبر7191)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔

شوریٰ کا نظام،نظام خلافت کے بعد سب سے زیادہ اہم نظام ہے یہ وہ نظام ہے جس کا نبوت سے بھی تعلق ہے اور نبوت کے بعد خلافت سے بھی تعلق ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ12نومبر1993ء)

''نظام شوریٰ جو اہمیت رکھتا ہے یاد رکھیں یہ نظام خلافت کے ساتھ وابستہ رہ کر اہمیت رکھتا ہے اگر اس نظام کو آپ نے خلافت کے نظام سے الگ کر دیا اور بے تعلق کر کے اس سے استفادے کی کوشش کی تو یہ فائدے کی بجائے آپ کی ہلاکت کا موجب بھی بن سکتا ہے۔یہ شوریٰ پھر جماعت میں انتشار پیدا کر دے گی اور طرح طرح کے وساوس جماعت کے نظام میں داخل ہونا شروع ہو جائیں گے۔پس خدام الاحمدیہ پاکستان کی شوریٰ ہو یا دنیا میں کہیں اور شوریٰ منعقد ہو رہی ہو یا آئندہ ہو ان سب کو میری ایک ہی نصیحت ہے کہ شوریٰ کی روح کو سمجھیں اور یاد رکھیں کہ اگر آپ مجالس شوریٰ کو نظام خلافت سے وابستہ رکھیں گے اور ایک ہی وجود کے دو اجزاء کے طور پر ان سے استفادہ کریں گے تو اس آیت کریمہ کی برکت ابد تک آپ کے ساتھ رہے گی اور آپ کی حفاظت کرے گی۔اور فیصلہ کرنے والے کا توکل ساری جماعت کا توکل بن جائے گا اور اللہ تعالیٰ ساری جماعت کو اس توکل کی جزاء دے گا اور غلطیوں سے ان کو محفوظ فرمائے گا۔اور تمام فیصلوں میں برکت رکھے گا اور ان پر صحیح معنوں میں عمل در آمد کی توفیق بخشے گا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ12نومبر1993ء)

''شوریٰ کوئی ڈیموکریٹک انسٹی ٹیوشن نہیں ہے بلکہ آسمان سے اترنے والا ایک نظام ہے شوریٰ کو ابتداء میں جب مغرب میں رائج کیا گیا تو بہت سے مسائل سامنے آئے۔

اول۔ناواقفیت کے مسائل :بہت سے اہل مغرب اور اسی طرح افریقہ کے باشندے شوریٰ کو مغربی طرز کی جمہوریت سمجھتے تھے۔حالانکہ مغربی طرز جمہوریت شوریٰ کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچتی۔ ان کے مقاصد اوران کے طریق کار اور، ان کے انداز گفتگو اور خا لصۃً اللہ کو مد نظر رکھتے ہوئے تقویٰ کے ساتھ مشورہ دینے کا کوئی تصور بھی وہاں موجود نہیں۔تو شوریٰ ڈیموکریٹک انسٹی ٹیوشن نہیں ہے۔بلکہ آسمان سے اترنے والا ایک نظام ہے جو اوپر سے نیچے اترتا ہے۔نیچے سے اوپر نہیں چلتا۔

ڈیموکریٹک نیچے سے Rootsسے اٹھتے ہیں اور پھر Roots سے اپنا تعلق توڑ لیتی ہے یعنی جن عوام کے نام پر حکومتیں آتی ہیں۔حکومت میں آنے کے بعد پھر عوام سے کوئی رابطے نہیں رہتے۔نہ ان کی حس رہتی ہے بلکہ جب تک فساد اور شور شر کے ذریعہ عوام اپنے حقوق نہ مانگیں اس وقت تک حکومتوں سے جہاں تک ممکن ہو،مختلف دھوکوں سے عوام کو لوٹتی چلی جاتی ہیں۔

مغربی ڈیموکریسی میں جب ووٹ دیا جاتا ہے تو تقویٰ پر ووٹ نہیں ہے ووٹ طاقت اور پارٹی پر دیا جاتا ہے۔اور اکثر ووٹ دینے والوں کو پتہ ہی نہیں کہ جس کو ہم منتخب کر رہے ہیں اس کی ذاتی دیانت کی حالت کیا ہے۔کس قسم کا وہ شخص ہو۔اگر وہ پارٹی کا نمائندہ ہے تو پارٹی کو ووٹ دیتے ہیں اس لئے اسلام میں پارٹی کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ ''

(مجلس شوریٰ بیلجیئم 3ستمبر1992ء)

''...ہر ملک میں ہر سال شوریٰ ہو اور ساری جماعت کو شرکت کا احساس دلایا جائے۔حقوق اور ذمہ داریوں کے بارہ میں تربیت کی جائے۔کارروائی خلیفۃ المسیح کو منظوری کیلئے بھیجی جائے۔ ہماری شوریٰ جمہوری اداروں سے مختلف ہے۔جمہوریت میں اختیار عوام کے ہاتھ میں ہے۔ مگر اسلام میں خدا کے ہاتھ میں ہے۔شوریٰ دنیوی اداروں سے ہر لحاظ سے بہتر اور نمایاں ہے۔ تقویٰ اس کی نمایاں خصوصیت ہے۔خلیفۃ المسیح کا ویٹو بابرکت ہے۔جماعت کی بلوغت کے لئے شوریٰ ضروری ہے۔''

(مجلس شوریٰ سپین 11ستمبر1982ء)

''ایک اس نظام کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں پارٹی بازی نہیں ہوتی۔جماعت میں جتنے بھی سوچنے والے فکر والے لوگ ہیں،ان کو وقتاً فوقتاًنمائندگی کا موقع ملتا رہتاہے۔اور صرف اس خیال سے چنے جاتے ہیں کہ ان کی سوچ اچھی ہے ان کی فکر اچھی ہے ان کا دل نیک ہے اور اللہ کے خوف اور تقویٰ کے ذریعہ بات پوچھیں گے اور غور کریں گے۔تو تقویٰ تو کوئی پارٹی پیدا کر ہی نہیں سکتی۔ایک ہی پارٹی بنتی ہے اللہ والوں کی پارٹی۔تو جب ایک ہی پارٹی بن کر پہنچتی ہے تو ان میں کسی جھگڑے کا کسی جانب داری کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ہم نے دیکھا ہے بار ہا کہ بعض لوگ بڑے جوش کے ساتھ ایک خیال لے کر آتے ہیں اور جماعت ان کی وہی رائے رکھتی ہے اور انہوں نے ان کو خوب سمجھایا ہوا ہوتا ہے کہ تم نے یہی رائے جا کر دینی ہے۔مجلس شوریٰ میں آنے کے بعد جب لوگوں کی رائے سنتے ہیں تو بالکل اپنی رائے بدل لیتے ہیں اس میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے تو حق کی بات کرنی ہے اور حق کی بات قبول کرنی ہے۔تو بہت پیارا یکجہتی کا ماحول ہے اور توحید کا ماحول ہے یہاں۔جیسی وحدت خدا کی آسمان پر ہے ویسی زمین پر بھی قائم ہوتی ہے اور ایک جماعت وجود بن کر بیٹھتی ہے۔جس طرح گھر والے بیٹھ کر مشورہ کر رہے ہوتے ہیں۔اس پہلو کو بھی آپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔اور اس کی حفاظت کرنی چاہئے۔پارٹی بازی اسلام میں نہیں چل سکتی۔جہاں داخل ہوگی وہاں تباہ ہو جائے گا سب کچھ۔

پارٹی بازی کے اور بھی بہت سے نقصانات ہیں جن سے مجلس شوریٰ بچی ہوئی ہے مثلاً ایک پارٹی ہے حکومت میں ایک باہر ہے۔باہر والی پارٹی کے جو اچھے خیالات ہیں اچھی ترکیبیں ہیں وہ اپنے پاس چھپا کر رکھے گی اور حکومت کو Criticise کرے گی۔بغیر وجہ کے ان کی اچھی باتوں کو برا کہے گی ......ان کی اچھی باتیں حکومت کے علم میں آجائیں اور وہ ساری قبول کر لے اور اگر وہ پیش بھی کریں تو حکومت اس لئے قبول نہیں کرے گی کہ دشمن کی کہی ہوئی بات ہے۔وہاں یہ چلتا ہے نظام۔پارٹی بازی میں کہ اچھی بات خواہ دشمن کی طرف سے آئے اسے قبول نہ کیا جائے اور دشمن میں اچھی بات بھی ہو تو اسے رد کیا جائے اور اس کے خلاف باتیں کی جائیں۔یہ پارٹی بازی کا خلاصہ ہے دنیا کی۔تو مجلس شوریٰ اس نظام سے بالکل بچی ہوئی ہے تو ہمارے لئے محمد رسول اللہﷺ کے اصول ہی راہنمائی کرتے ہیں۔اور آپ نے ہمیں یہ بتایا کہ اَلۡحِکۡمَۃُ ضَآلَّۃُ الۡمُؤۡمِنِ۔اچھی بات مومن کی ملکیت ہے اور اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کہ کسی کی اونٹنی گم ہوگئی ہو جنگل میں۔ضالۃ کہتے ہیں گم ہوئی اونٹنی ہو۔اونٹنی گم ہوگئی ہو وہ اگر کہیں سے اسے مل جائے خواہ کسی اور نے ہی پکڑی ہو تو وہ لیتے ہوئے شرم تو محسوس نہیں کرے گاکہ میں کس سے لے رہا ہوں۔کسی چوڑے چمار نے پکڑی ہو۔کسی جنگلی نے پکڑی ہو۔کسی شخص کے ہاتھ میں اونٹنی ہو جو اس کی ہے وہ اس کی ہے۔وہ اس طرح قبول کرتا ہے کہ الحمدللہ مجھے میری چیز واپس مل گئی۔تو محمد رسول اللہﷺ نے کیا حکمت کا راز بتایا ہمیشہ کے لئے کہ جب تم غور کیا کرو یا حکمت کی باتیں تلاش کیا کرو

تو یوں سمجھا کرو کہ تمہاری اپنی چیز تھی خواہ دشمن سے ملے اسے قبول کرو۔تو جب یہ روح ہو تو پارٹی بازی کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔اس طرح مجلس شوریٰ کو ایک اور فوقیت حاصل ہوجاتی ہے دوسری دنیا کی مجالس پر۔

تیسرے مجلس شوریٰ کی ایک یہ خاص اہمیت ہے کہ اس کا نام نہ پارلیمنٹ ہے نہ اکثریت کے یہاں کوئی حصے ہیں کہ لازماًاکثریت کی بات مانی جائے گی بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اکثریت کی بات اچھی ہوتی ہے،قابل قبول ہوتی ہے۔بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ قابل قبول نہیں ہوتی۔تو مرکزیت دے دی اللہ تعالیٰ نے مجلس شوریٰ کو۔اس کا نام ہے مشاورت یا شوریٰ۔یعنی غور کرو اور مشورہ دو۔فیصلے کا لفظ کہیں قرآن کریم میں نہیں آیا۔ان لوگوں کے متعلق جنہوں نے مشورے دینے ہیں۔سارے قرآن کریم میں فیصلے کا نہیں آیا۔فیصلے کا لفظ صرف آنحضرت ﷺ یا آپ کے نمائندوں کے متعلق آتا ہے۔بعض اوقات ہم نے ایسے دیکھا ہے کہ قادیان کے زمانہ میں بچپن کے واقعات مجھے یاد ہیں کہ مجلس شوریٰ کا مشورہ اور تھا بالکل اکثریت کا مشورہ تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اکثریت کے مشورہ کو قبول نہیں کیا اور اپنا فیصلہ اور لکھوادیا۔"

(مجلس شوریٰ فجی 20ستمبر1983ء)

"...اس کا نام پارلیمنٹ نہیں ہے مجلس شوریٰ ہے۔مشورہ دینا ہے اور ضروری نہیں کہ اکثریت کی بات لازماً مانی جائے۔بعض دفعہ اکثریت ایک بات پر غلط فیصلہ کر لیتی ہے عوام الناس کو حالات کا پورا علم نہیں ہوتا اور بعض موقعوں پر ایسا کرنا پڑتا ہے کہ وہاں ان کی اکثریت کی رائے کو بھی رد کیا جائے۔ اگر پارلیمنٹ ہو تو یہ نہیں ہو سکتا۔ڈیمو کریسی میں یہ ناممکن ہے لیکن اسلامی نظام میں نبوت اور خلافت کے نظام میں خدا تعالیٰ نے یہ گنجائش رکھی ہوئی ہے اس لئے اس کا نام مجلس شوریٰ ہے۔چنانچہ قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا"شاورھم فی الامر"تو ان سے مشورہ مانگ کر مشورہ لینا ضروری ہے لیکن فیصلہ تیرا ہوگا۔"فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ"تیرا عوام پر توکل نہیں۔تیرا خدا پر توکل ہے تو نے آخری فیصلہ خدا کو پیش نظر رکھ کر کرنا ہے اس لئے مشورہ لے۔لیکن اگر مشورہ تو ردکر دیتا ہے اور تو خود فیصلہ کرتا ہے پھر اللہ پر توکل رکھ کہ جس کی خاطر فیصلہ کیا وہ تجھے مدد دے گا۔"

اب اس نظام کی کوئی مثال غیر مذہبی نظام میں کہیں دور سے بھی دکھائی نہیں دے سکتی اس کا شائبہ تک کہیں دکھائی نہیں دے گا۔یہ وہ نظام ہے جو پختہ ہے جو خدا سے تعلق رکھتا ہے جو تقویٰ رکھتا ہے جو تقویٰ پر مبنی ہے اس لئے مشورہ دینے والا اس بات پر بھی زور نہیں دیتا کہ میری بات ضرور قبول کی جائے۔وہ سمجھتا ہے کہ میں نے حق ادا کر دیا ہے۔ جس چیز کو میں دیانتداری سے اچھا سمجھتا تھا میں نے پیش کردی جس نے مشورہ سنا وہ بھی دیانتداری سے اللہ کے حضور حاضر ناظر سمجھتے ہوئے جو فیصلہ کرتا ہے اس میں برکت ہوگی۔

پس جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ کی تاریخ میں ہزاروں فیصلے ہوئے ہیں لیکن چند گنتی کے ایسے فیصلے ہیں جن کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے رد کر دیا اور شاید ایک آدھ میں نے بھی کیا ہو مجھے آج تک یاد نہیں مگر ایک آدھ کیا ہوگا۔میں یہ بات آپ کو سمجھاتا ہوں کہ جن کو رد کیا گیا ساری جماعت نے ایک ذرہ سا بھی دل میں تنگی محسوس کئے بغیر بڑی بشاشت سے ان سارے فیصلوں کو اپنایا کہ یہ فیصلے درست ہیں۔تو بڑا محفوظ نظام ہے۔یہ مشورے کا نظام ہے۔یہ کوئی ڈیموکریسی نہیں ہے۔اس لئے جماعت احمدیہ کی تربیت کے لئے مجلس شوریٰ بہت ہی اہم کردار ادا کرتی ہے۔"

(مجلس شوریٰ بیلجیم 9ستمبر1992ء)

مجلس شوریٰ ہالینڈ میں فرمایا:

"آپ جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ مشورہ کے لحاظ سے دنیا کی بہترین مجلس ہے کیونکہ یہاں حاضرین کی رائے ذاتی منفعت، نقصان یا پارٹی بازی یا کسی مخصوص لابی کے مفاد کے لحاظ بالکل نہیں ہوتا بلکہ نہایت اعلیٰ پائے کی رائے دیانتداری سے پیش کی جاتی ہے۔تمام دنیا میں اس کے مقابلہ کی کوئی بھی مجلس نہیں۔یہاں کوئی لابنگ نہیں ہوتی اور صرف وہ لوگ اس کے ممبر ہوتے ہیں جو قربانی کے میدان میں صف اول میں ہوتے ہیں۔"

(مجلس شوریٰ ہالینڈ1982ء)

"یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ شوریٰ بھی سنگل پارٹی نظام ہے۔یہ درست نہیں۔سنگل پارٹی اسمبلیاں کئی کیمونسٹ ممالک میں نیز افریقی ملکوں میں قائم ہیں۔لیکن شوریٰ کا نظام(No party)نظام ہے۔سو یہ امتیاز ہے جو پیش نظر رہنا چاہئے۔اگر یہ پارٹی ہے تو ہر کوئی پارٹی ممبر ہے۔چنانچہ یہ No party ہاؤس ہے سب کے حقوق برابر ہیں اسی طرح سے سب کی ذمہ داری بھی۔اس نظام کے حسن کا اظہار اس کی چوٹی پر ہوتا ہے جب مجلس شوریٰ میں خلیفہ وقت خود موجود ہوتا ہے۔نظم و ضبط عمدہ ہوتا ہے ہر کوئی احتیاط برتتا ہے کہ اس کی بات سے کسی دوسرے کا دل نہ دکھے۔اپنے الفاظ کے انتخاب میں محتاط ہوتا ہے۔وغیرہ وغیرہ۔"

(ترجمہ:مجلس شوریٰ لنڈن1989ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"جماعت میں مجلس شوریٰ کا ادارہ نظام جماعت اور نظام خلافت کے کاموں کی مدد کے لئے انتہائی اہم ادارہ ہے۔اور حضرت عمرؓ کا یہ قول اس سلسلہ میں بڑا اہم ہے کہ لَاخِلَافَۃَ اِلَّا بِالۡمَشۡوَرَۃِ بغیر مشورے کے خلافت نہیں۔اور یہ قول قرآن کریم کی ہدایت اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ کے عین مطابق ہے۔آپ ﷺ صحابہ سے ہر اہم کام میں مشورہ لیا کرتے تھے۔لیکن جیسا کہ آیت سے واضح ہے مشورہ لینے کا حکم تو ہے لیکن یہ حکم نہیں کہ جو اکثریت رائے کا مشورہ ہو اسے قبول بھی کرنا ہے۔اس لئے وضاحت فرمادی کہ مشورہ کے مطابق یا اسے رد کرتے ہوئے،اقلیت کا فیصلہ مانتے ہوئے یا اکثریت کا فیصلہ مانتے ہوئے جب ایک فیصلہ کر لو،کیونکہ بعض دفعہ حالات کا ہر ایک کو پتہ نہیں ہوتا اس لئے مشورہ ردّ بھی کرنا پڑتا ہے تو پھریہ ڈرنے یا سوچنے کی ضرورت نہیں کہ ایسا نہ ہو جائے،ویسا نہ ہوجائے۔پھر اللہ پر توکل کرو اور جس بات کا فیصلہ کر لیا،اس پر عمل کرو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ24مارچ2006ء)

فہیم احمد خادم۔گھانا

جلسہ یوم مصلح موعودؓ جامعۃ المبشرین گھانا

مورخہ 20 فروری 2020ء کو جامعۃ المبشرین میں جلسہ یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا انعقاد کیا گیا۔جامعہ ہال کو مختلف بینرز سے سجایا گیاجن میں حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی کے حالات سال بہ سال تصاویر کے ساتھ درج کئے گئے تھے۔ مہمان خصوصی مکرم حافظ عبد الہادی طارق استاذجامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا تھے۔طلباءجامعہ اور طلباء مدرسۃ الحفظ 9:30 بجے جامعہ کے یونیفارم میں ملبوس اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے اورکورس میں نظمیں پڑھ رہے تھے۔10:15بجے مہمان خصوصی جامعہ ہال میں تشریف لائے۔طلباء نے کھڑے ہوکر استقبال کیا اور گھانا کے روایتی انداز میں نعرہ ہائے تکبیرلگائے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ الرَّسُوۡلُ اللّٰہ ترنم سے پڑھا۔مکرم رضوان کوثر انچارج مجلس ارشاد نے جلسہ یوم مصلح موعودؓ کی مختصر طور پر غرض و غایت بیان کی اور مہمانِ خصوصی کا تعارف کروایا۔

جلسہ کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیز واہریرے ارمزان آف یوگنڈا نے کی۔ انہوں نے سورۃ جمعہ کی ابتدائی آیات کی تلاوت انگریزی ترجمہ کے ساتھ کی۔عزیز اوسٰی یوسف نورالدین جو گھانا سے ہیں نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا پاکیزہ منظوم کلام "بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا" مترنم آواز میں پڑھا اور بعد میں انگریزی ترجمہ بھی پڑھا۔ پہلی تقریر جلال ایس نے کی جو گھانا سے ہیں اور تیسرے سال کے طالب علم ہیں۔ ان کی تقریر کا عنوان تھا "حضرت مصلح موعودؓ کی خدمتِ قرآن" عزیزان محمد بن اسماعیل سینئر اور جونیئر نے اپنے ساتھیوں سمیت لوکل زبان میں کورس کی صورت میں نظم پڑھی۔دوسری تقریر جامعۃ المبشرین کے استاذ مکرم طاہر احمد ظفر نے کی۔ان کی تقریر کا عنوان تھا"حضرت مصلح موعودؓ کے عالمی دنیا کی بہبود کے لئے مساعی"۔عزیزان علی ٹیمبینی اور ان کے ساتھیوں نے کورس کی صورت میں جولا زبان میں نظم پڑھی۔مہمان خصوصی نے طلباء کو حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں نصائح پڑھ کر سنائیں۔مدرسۃ الحفظ کے طلباء نے بھی لوکل زبان میں songs of praise پیش کئے۔آخر پر پرنسپل صاحب نے مکرم مہمانِ خصوصی اور جلسہ کی انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔مکرم مہمان خصوصی نے دعاکروا کر جلسہ کا اختتام کیا۔

طلباء کو ہال ہی میں ریفریشمنٹ دی گئی اور مہمان خصوصی اور اساتذہ کو سٹاف روم میں ریفریشمنٹ دی گئی۔اللہ تعالیٰ اس جلسہ کی غرض و غایت پوری فرمائے اور نیک نتائج ظاہر فرمائے۔آمین

آئیوری کوسٹ میں
مبلغین و معلمین کرام کا ریفریشر کورس

خدا تعالیٰ کے فضل سے مبلغین و معلمین کرام کا چار روزہ ریفریشر کورس 9 تا 12 فروری 2020ء کامیابی کے ساتھ مہدی آباد،آبی جان(Abidjan) میں منعقد ہوا۔ چاروں روز نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی ۔ قبل از نماز فجر حسب ذیل عناوین پر درس بھی دیئے گئے:

اطاعت نظام جماعت، خطبات امام کی اہمیت، مدارج صلوۃ اور عدل واحسان وایتاء ذی القربیٰ۔

مکرم لقمان فرید مبلغ سلسلہ و نگران ریفریشر کورس نے ریفریشر کورس کاٹائم ٹیبل مرتب کیا اور اس پر عمل کروانے کے لئے بھرپور کوشش کی۔

ریفریشر کورس کا باقاعدہ افتتاح مکرم عبدالقیوم پاشا امیرو مشنری انچارج آئیوری کوسٹ کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت و دعا کے بعد افتتاحی تقریر میں خلافت احمدیہ کے تحت نظام جماعت کا تفصیلی خاکہ پیش کیا نیز مختلف جماعتوں میں عہدیداران کے انتخاب اور اس کے طریق کار کے بارہ میں بھی ہدایات دیں اور نظام جماعت کو نافذ کرنے اور اس کی اطاعت کے بارے میں بتایا۔ امیر صاحب کی افتتاحی تقریر کے بعد نیشنل مجلس عاملہ کے مختلف سیکرٹریان کرام نے اپنے شعبہ جات کا تعارف کروایا اوراس میں کام کرنے کے طریق سے آگاہ کیا۔جن میں شعبہ وقف جدید،شعبہ مال اور شعبہ جنرل سیکرٹری شامل تھے۔

امسال پروگرام میں ذیلی تنظیموں کے لائحہ عمل اور دستور اساسی کے بارہ میں لیکچرز کے ذریعے تفصیلی معلومات فراہم کرنا بھی شامل کیا گیا تھا۔ چنانچہ مکرم باسط احمد مبلغ سلسلہ نے 2 کلاسز میں مجلس انصار اللہ کے دستور اساسی اور لائحہ عمل کے بارہ میں حاضرین کو معلومات فراہم کیں اور سوالات کے جواب بھی دیئے۔ اسی طرح مکرم صادق احمد لطیف مبلغ سلسلہ نے مجلس خدام الاحمدیہ کی تاریخ اور دستور اساسی اور لائحہ عمل کے بارہ میں شاملین کو بتایا نیز سوالات کے جواب بھی دیئے۔ جبکہ مکرم سلطان احمد مبلغ سلسلہ نے لجنہ اماء اللہ کے قیام و تاریخ ،دستور اساسی و لائحہ عمل کے بارے میں تفصیلی لیکچر دیا اور بعد ازاں شاملین کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

چاروں روز بعد از نماز ظہر و طعام کچھ وقت فقہ المسیح کے لئے بھی مختص تھا جس میں فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ اور فتاویٰ حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں مختلف سوالات کے جواب مکرم باسط احمد،مکرم صادق احمد لطیف اور مکرم سوروالحسن مبلغین سلسلہ نے دیئے۔ ان تمام پروگرامز کا فرنچ سے جولا(Djula)ترجمہ بھی کیا جاتا رہا تاکہ لوکل معلمین بھی بھرپور استفادہ کرسکیں۔

بعد از نماز مغرب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی مجلس عرفان بزبان فرنچ دکھائی جاتی رہی۔ اسی طرح بعدازنماز عشاء وطعام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے گزشتہ تین خطبات جمعہ بزبان فرنچ سے بھی استفادہ کیا جاتا رہا۔

جبکہ کورس کے آخری روز نظام وصیت کے بارہ میں بھی حاضرین پروگرام کی رہنمائی کی گئی۔

دوران ریفریشر کورس بعد نماز عصر تا مغرب کھیلیں کروائی گئیں جن میں مبلغین کرام کرکٹ جبکہ لوکل معلمین فٹبال سے محظوظ ہوتے رہے۔

ریفریشر کورس کے آخر پر امیر صاحب نے دوران کورس پڑھائے جانے والے نصاب و خطبات کا زبانی امتحان لیا۔ اور بعض مقامات پر معلمین کی مزید رہنمائی کی۔

امسال ریفریشر کورس میں 18 ریجنز سے آئے 17سنٹرل مبلغین کرام اور 61 لوکل معلمین کرام نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس ریفریشر کورس کے دور رس اور نیک نتائج ظاہر فرمائے نیز ہم سب کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات پر کماحقہ عمل کرنے کی توفیق عطا کرے نیز خلافت کے سلطان نصیر بنائے۔آمین

(رپورٹ: عبدالنور۔ آئیوری کوسٹ)

مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ کے زیر اہتمام
پہلا نیشنل قائدین فورم

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ کو مورخہ 15فروری 2020ء کو اپنا پہلا نیشنل قائدین فورم منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللّٰہ علیٰ ذٰلک۔ یہ پروگرام مسجد سلام میں منعقد ہوا جس میں خدام الاحمدیہ کی نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران اور ناظمین کے علاوہ13 ریجنز سے ریجنل اور مقامی قائدین نے شرکت کی۔ یہ ممبران دارِسلام، کوسٹ ریجن، موروگورو، ڈوڈومہ، ٹانگا، لنڈی، متوارہ، اِرنگا، بیا، ٹبورا، سیمیو، موانزہ اور زنزبار کے ریجنز سے تشریف لائے ہوئے تھے۔

ایک روزہ قائدین فورم کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد خدام الاحمدیہ کاعہد دہرایا گیا۔ مکرم رمضان حسن ناؤجا، صدر مجلس نےافتتاحی تقریر میں مختصراً اس پروگرام کا پس منظر اور اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ اس فورم کے ذریعہ مجلس خدام الاحمدیہ کے مختلف سطح پر کام کرنے والے عہدیداران کو آپس میں مل بیٹھ کر جماعتی کام کے حوالہ سے تبادلہ خیال کا موقع ملے گا۔ اسی طرح انہوں نے خاص طور پر آج کل کے دور میں خدام سے فعال رابطہ اور آئینِ جماعت کا مضبوط رکن بنانے کی اہمیت پر زور دیا۔ بعد ازاں مختلف موضوعات پر تقاریر، پریزنٹیشن اور سوال و جواب کے سیشن ہوئے۔ جن میں مجلس خدام الاحمدیہ کا دستورِ اساسی، خدام کا خلافتِ احمدیہ سے تعلق ، انفاق فی سبیل اللہ، مجلس شوریٰ،اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ، رپورٹس کے نظام کے ذریعہ مرکز سے رابطہ، تجنید اور وقفِ نو کے موضوعات شامل تھے۔ مکرم شیخ عبدالرحمٰن عابد مبلغ سلسلہ نے خلافت احمدیہ سے تعلق کے موضوع پر گفتگو میں خلفائے احمدیت کے تنزانین احمدیوں سے پیار اور شفقت کے واقعات سنائے اور دعاؤں ، دعائیہ خطوط اور MTA کے ذریعہ نوجوانوں کو خلافت سے مضبوط تعلق بنانے پر زور دیا۔

خدام الاحمدیہ کے دستورِ اساسی اور لائحہ عمل کے حوالہ سے ایک پریزنٹیشن بھی پیش کی گئی۔ مجلس شوریٰ کے فیصلہ جات کے حوالے سے عملی طور پر مجالس تک فالواَپ کروانے کا جائزہ لیا گیا۔ خدام میں انفاق فی سبیل اللہ کا شعور پہلے سے بڑھ کر پیدا کرنے پر زور دیا گیا۔ اسی طرح مرکز سے رابطہ برقرار رکھنے کے لئے رپورٹس کے نظام کو فعال بنانے پر زور دیا گیا۔ حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ماہِ دسمبر 2019ء میں سیکرٹریان وقفِ نو کے انٹرنیشنل ریفریشر کورس سے خطاب کے دوران واقفین نو کی تربیت کے حوالہ سے خصوصی ہدایات عطا فرمائی ہیں۔مکرم امیری عبیدی کلوٹا (نیشنل سیکرٹری وقفِ نو) نے قائدین کے اس فورم سے خطاب کرتے ہوئے تحریک وقفِ نو کی اہمیت بیان کی اور مختلف ریجنز میں خدام الاحمدیہ کو واقفین نو کی تربیت کے کام میں آگے آنے کی طرف توجہ دلائی۔

بعد نماز عصر مکرم طاہر محمود چوہدری (امیر و مشنری انچارج) اس پروگرام میں تشریف لائے۔ آپ نے اختتامی تقریر میں مجلس خدام الاحمدیہ کی اہمیت بیان فرمائی۔ نیز مجلس خدام الاحمدیہ کے عہدیداران کو تقویٰ، نیک نیتی اور عملی نمونہ دکھاتے ہوئے ہر سطح پر فعال کام کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ پروگرام کے آخر میں امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی اور تمام حاضرین کے ساتھ گروپ فوٹوہوئی۔

مجموعی طور پر 63 افراد اس فورم میں شامل ہوئے۔ دور کی مجالس سے آئے ہوئے عہدیداران کی رہائش کا انتظام بھی مسجد سلام کے احاطہ میں ہی کیا گیا تھا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس فورم کے بابرکت ثمرات پیدا فرمائے۔آمین

(رپورٹ: شہاب احمد)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

ONLINE EDITION

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline

ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں

0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020

info@alfazlonline.org

جرمنی میں 100 مساجد اسکیم کی تفصیلات اور اس حوالے سے اہم سیمینار

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دُور رس ہدایات اور صد سالہ جوبلی جماعت احمدیہ جرمنی 2023ء تک سو مساجد مکمل کرنے کا جائزہ

جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن کے موقع پر 14 مئی 1984ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جلسہ سالانہ جرمنی سے خطاب کے دوران فرمایا تھا کہ ’’میری یہ خواہش ہے کہ جرمنی وہ پہلا یوروپین ملک ہو جہاں جماعت احمدیہ کو سو مساجد تعمیر کرنے کی توفیق ملے۔ اور یہ دراصل صد سالہ جشن تشکر کا ایک بہترین رنگ ہوگا......صد سالہ جشن تشکر کو منانے کے لئے جرمنی سو مساجد بنانے کا منصوبہ بنائے‘‘۔

(بمقام ناصر باغ ، جرمنی، 14مئی 1984ء)

یہ وہ دور تھا جب جماعت احمدیہ جرمنی ابھی اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔ جرمنی کے طول و عرض میں جماعتوں کا قیام تو عمل میں آچکا تھا لیکن پاکستان سے ہجرت کر کے جرمنی میں سکونت اختیار کرنے والے احمدی اپنے مستقل قیام کی اجازت کے حوالے سے مخدوش حالات کا سامنا کر رہے تھے۔ لیکن خدا کے قائم کردہ خلیفہ کے منہ سے نکلی بات کو بارگاہِ ایزدی میں شرفِ قبولیت عطا ہوئی اور احمدیوں کے مستقل قیام کے حوالے سے مخدوش حالات احمدیوں کے حق میں بہتر ہوتے چلے گئے اور جماعت احمدیہ جرمنی نے اپنے پیارے امام کی خواہش کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اقدام کرنا شروع کردیے۔ یوں سو مساجد سکیم کو عملی جامہ پہنانے کا آغاز کر دیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے مبارک دور میں Wittlich شہر میں مسجد بیت الحمد اور Osnabrück میں مسجد بیت البشارت کی تعمیر کے بعد نمازوں کی ادائیگی شروع ہوگئی تھی۔ میونسٹر (Münster) میں مسجد بیت المومن کی تعمیر بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے عہدِ خلافت میں مکمل ہوگئی تھی البتہ مسجد کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورِ خلافت کے آغاز پر 3 مئی 2003ء کو ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی وقتاً فوقتاً سو مساجد سکیم کا جائزہ لے کر ہدایات سے نوازتے ہیں۔ آپ نے اپنے دور خلافت کے آغاز میں جماعت جرمنی کو فرمایا تھا کہ

’’مسجد کی تعمیر کا جو ٹارگٹ آپ کو دیا گیا۔ جس کو آپ نے قبول کرلیا اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں اور اس کو پورا کرنا چاہئے اس سے بہرحال آپ نے پیچھے نہیں ہٹنا۔ ان شاء اللہ‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 7تا 13جولائی 2006ء)

چنانچہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ ،رہنمائی ، دعاؤں اور احباب جماعت کی قربانیوں کے نتیجہ میں سو مساجد سکیم کے تحت 55مساجد تعمیر ہوچکی ہیں اور 11مساجد اس وقت زیر تعمیر ہیں اور 34مساجد کو تعمیر کرنا ابھی باقی ہے۔

کیونکہ یہ ایک وسیع منصوبہ ہے جس میں مقامی آبادی اور شہری انتظامیہ کی طرف سے رکاوٹوں کا سامنا کرنے کے ساتھ ساتھ انتظامی دشواریوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے اس سکیم کا بار بار جائزہ لینے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزنے 23 اپریل 2017ء کو بیت السبوح میں نیشنل مجلس عاملہ ، مقامی و ریجنل امراء اور جرمنی کی تمام جماعتوں کے صدر صاحبان کے ساتھ جو میٹنگ کی تھی اس میں عہدیداران کو عمومی ہدایات کے علاوہ سو مساجد سکیم اور اس کے بجٹ کا بھی تفصیل سے جائزہ لے کر مفصل ہدایات سے نوازا تھا۔ اس بارے میں حضور کی ہدایات کے چُنیدہ نکات کچھ اس طرح ہیں۔

1۔ جن جماعتوں نے مساجد کی تعمیر کے حوالے سے پہلے قربانی دی ہوئی ہے اور ایک ملین دے دیا ہوا ہے یا پانچ ملین یا 6ملین دے دیا ہے۔ پہلی ترجیح ان جماعتوں کو دینی چاہئے۔

2۔ترجیحات کا سسٹم بننا چاہئے کہ کس کس جماعت نے کتنے کتنے پیسے دے دیے ہیں اور اگر بعض خاص وجوہات کی بنا پر کہیں مسجد بنا رہے ہیں تو وہ وجوہات پتہ ہونی چاہئیں کہ کیوں ترجیح دی جارہی ہے۔

3۔ اب کسی بھی ایسی جگہ مسجد تعمیر نہیں ہوگی جہاں جماعت نہیں ہے۔ پہلے ان علاقوں کو ترجیح دی جائے گی جہاں ہماری جماعت کی زیادہ تعداد ہے۔

4۔ اُسی وقت تعمیر کا کام شروع ہوگا جب لوگوں نے جو وعدے کیے ہیں اس کے کم از کم 90فیصد کی وصولی ہوجائے۔

5۔عمومی ہدایات میں حضور نے فرمایا کہ اپنے آپ کو خادم دین سمجھیں اور خادم دین سمجھ کر کام کیا کریں۔ عہدیدار سمجھ کر کام نہ کیا کریں۔ عہدیداری یا افسری کا جو تصور پیدا ہوتا ہے اسی سے جماعت کے افراد کو شکوے پیدا ہوتے ہیں۔ آپ ہر ایک کے خادم ہیں۔ اپنے اندر عاجزی پیدا کریں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی فرمایا ہوا ہے کہ تیری عاجزانہ راہیں اُسے پسند آئیں۔ عاجزی ہی اصل چیز ہے جو آپ کو اصل مقام اور مرتبہ دیتی ہے۔ اور آپ کی عزت قائم کرتی ہے۔

7۔مسائل کو پیار سے محبت سے حل کرنا آپ کا کام ہے۔ مسائل کو رعب سے یا طاقت سے حل کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔

حضور کے ان ارشادات اور ہدایات کی روشنی میں سو مساجد تعمیر کی سکیم کا بار بار جائزہ لیا جاتا رہا۔ جماعت جرمنی کی کوشش ہے کہ جرمنی میں جماعت کے قیام کو ایک سو سال گزرنے پر 2023ء تک سو مساجد تعمیر کرنے کا ٹارگٹ مکمل کر لیا جائے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ جرمنی اکتوبر2019ء سے قبل سو مساجد سکیم میں انتظامی تبدیلیاں کر کے دورہ کے دوران حضور سے ان کی منظوری حاصل کی گئی۔ شعبہ جائیداد میں مکرم حافظ مظفر عمران اور مکرم راشد ارشد خان کا تقرر بطور ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد برائے سو مساجد عمل میں لایا گیا۔

مکرم راشد ارشد خان چندہ سو مساجد جمع کرنے اور جماعتوں کا جائزہ لینے کے ذمہ دار ہوں گے جبکہ حافظ مظفر عمران تعمیر مساجد اور ان سے متعلق ٹیکنیکل امور کے نگران ہوں گے۔ اس کے علاوہ حضور نے جماعت جرمنی کی طرف سے تجویز کردہ دو امور کی بھی منظوری عطا فرمائی جن کے تحت مسجد کی تعمیر کے لئے مقامی جماعت پلاٹ کی قیمت خرید کا 80فیصد ادا کرے گی۔ اور جب مقامی جماعت مسجد کی تعمیر کے اخراجات کا 40فیصد ادا کر دے تو تعمیر کا کام شروع کر دیں۔

ایڈیشنل سیکرٹریان جائیداد برائے سو مساجد نے اپنے رفقاء کے ساتھ مل کر تعمیر مسجد کا کام 2023ءتک مکمل کرنے کے لئے ایک جامع منصوبہ بنایا۔ اس منصوبہ پر احباب سے مزید مشورہ کرنے کے لئے مورخہ 26 جنوری بروز اتوار ایک روزہ سیمینار بیت السبوح فرینکفرٹ میں منعقد کیا گیا جس میں جرمنی کی 60منتخب جماعتوں کے صدر صاحبان یا سیکرٹریان جائیداد کو مدعو کیا گیا تھا۔ سیمینار کے شرکاء کے چناؤ میں ان بڑی جماعتوں کو نمائندگی دی گئی جن کے ہاں ابھی مسجد تعمیر نہیں ہوئی یا وہ جماعتیں جنہوں نے سو مساجد سکیم میں نمایاں مالی قربانی کی توفیق پائی ہے۔ اُن جماعتوں کو بھی مدعو کیا گیا جہاں 2023ء تک مساجد تعمیر کرنے کا ارادہ ہے۔ حاضرین کی کل تعداد 110 تھی۔

اس خصوصی سیمینار کی صدارت مکرم صداقت احمد مبلغ انچارج جرمنی نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ کے بعد مکرم صداقت احمد نے اپنی تقریر میں حاضرین کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ ہزار سال پہلے خانہ کعبہ کو دوبارہ تعمیر کرنے کا فیصلہ فرمایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنی اولاد کو اس صحرا میں آباد کریں۔ جب خدا نے خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا ارادہ کرلیا تو وہاں پانی و دیگر سامان بھی مہیا فرمادیے۔ خانہ کعبہ پر مخالف بادشاہ حملہ آور ہوا تو ابابیل کے ذریعہ اس گھر کو بچایا۔ دونوں واقعات میں صدیوں کا فرق ہے۔ ایک واقعہ پانچ ہزار سال پہلے کا اور دوسرا 1400سال پہلے کا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی زندہ ہے۔ سو مساجد سکیم کے حوالے سے جماعتوں کی طرف سے رکاوٹوں اور انتظامیہ کی مشکلات کا ذکر سننے کو ملتا ہے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ حضور نے جب تحریک کی تو وہ جانتے تھے کہ جرمنی کی جماعت یہ بوجھ اٹھا سکتی ہے۔ مومن جب تہیہ کر لے تو خدا تعالیٰ مدد کرتا ہے اور کامیابی یقینی ہے ۔ تہیہ اور پُرخلوص کوشش اور دعا کرنا مومن کا کام ہے۔ اسی حوالے سےآپ نے آسٹریا میں مسجد بنانے کی مثال تفصیل سے بیان کی۔

سیمینار میں گزشتہ دس سال کے اعداد و شمار بھی پیش کیے گئے اور ان کی روشنی میں فنڈ اکٹھا کرنے کا جائزہ لیا گیا۔ حاضرین کو سوالات کا موقع بھی دیا گیا۔ جماعتوں نےاب تک کے مجموعی کام اور سکیم میں ہونے والی تبدیلیوں کے حوالے سے سوالات کر کے منتظمین سے ان کے جواب حاصل کیے۔ انتظامیہ نے مساجد کی زمین یا تعمیر شدہ بلڈنگ کے حصول کے لئے ضروری ہدایات بیان کیں۔ مثلاً مقامی تعمیر مسجد کمیٹی بنائی جائے جس کے ممبران میں صدر جماعت، سیکرٹری جائیداد، صدر لجنہ، زعیم مجلس و قائد مجلس اور مقامی جماعت کے دو ایسے ممبران جن کو تعمیر کا تجربہ ہو شامل ہوں گے۔ مسجد کے لئے دیکھا جانے والا پلاٹ مقامی تعمیر مسجد کمیٹی سے پاس کروا کر مقامی عاملہ میں منظوری کے لئے پیش کیا جائے۔ مقامی عاملہ کی منظوری کے بعد مرکز مسجد کا ڈیزائن تیار کرے گا۔ مسجد کا ڈیزائن فائنل منظوری کے لئے حضور انور کی خدمت میں پیش کرنے سے قبل مقامی عاملہ کی منظوری حاصل کی جائے گی۔ پلاٹ اور تعمیر کے لئے جو کاغذات مرکز کو چاہئیں ان کی تفاصیل سے حاضرین کو آگاہ کیا گیا۔ اس سے پہلے یہ امور مرکز کے ہاتھ میں تھے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق اب تعمیر ہونے والی مساجد میں ہر بات کی منظوری مقامی جماعت سے بھی لی جائے گی۔

باقی صفحہ 6 پر

اوقات طلوع و غروب

20 مارچ 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:10	18:32
مدینہ منورہ	05:09	18:32
قادیان	05:10	18:40
ربوہ	04:50	18:19
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:12	18:16